داماد رسول ﷺ ابو العاص ؓ بن ربیع

از ڈاکٹر مظہر معین

محمد بن علی بن ابی طالب۔ ابن الحنفیہ ؒ

از خورشید احمد فارق

اموی خلفاء و امراء اور اتباع قرآن و سنت

از ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی

www.KitaboSunnat.com

حارث پبلی کیشنز

تقدیم و تدوین محمد فہد حارث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

داماد رسول ﷺ ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ

از: ڈاکٹر مظہر معین

محمد بن علی بن ابی طالب ۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ

از: خورشید احمد فارق

اموی خلفاء و اُمراء اور اتباع قرآن و سنت

از: ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

تقدیم و تدوین: محمد فہد حارث

حارث پبلی کیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حارث پبلی کیشنز

جملہ حقوقِ اشاعت برائے حارث پبلی کیشنز محفوظ نہیں ہیں۔

نام کتاب: ---------------------- دامادِ رسول ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ

محمد بن علی بن ابی طالب۔ابن الحنفیہ رحمہ اللہ

اموی خلفاء و اُمراء اور اتباع کتاب و سنت

تقدیم و تدوین: ---------------------- محمد فہد حارث

اشاعت اول: ---------------------- نومبر 2021ء

تعداد کتاب: ---------------------- 1100

کمپوزنگ: ---------------------- شہباز عالم انصاری

+91 8707626608

قیمت: ----------------------

پبلشر: ---------------------- حارث پبلی کیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عناوین		صفحہ نمبر
۱۔پیش گفتار	از: محمد فہد حارث	5
۲۔دامادِ رسول ﷺ ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ	از: ڈاکٹر مظہر معین	۳۱
❁ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی ولادت اور مختصر حالات		۳۲
❁ غزوۂ بدر میں اسیری و رہائی		۳۴
❁ ہجرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بعد غزوۂ بدر (۲ھ)		۳۵
❁ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی خدمات واولاد		۴۰
❁ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی شاعری		۴۳
❁ وفات ابو العاص رضی اللہ عنہ		۴۴
❁ خلاصہ مناقب ابو العاص رضی اللہ عنہ		۴۵
❁ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ (نظم)		۴۶
۳۔محمد بن علی بن ابی طالب۔ابن الحنفیہ رحمہ اللہ	از: خورشید احمد فارق	۵۱
❁ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے معاویہ سے تعلقات		۵۵
❁ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے مختار ثقفی سے تعلقات		۶۱
❁ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے تعلقات		۶۵
❁ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے عبد الملک رحمہ اللہ سے تعلقات		۶۸
۴۔اموی خلفاء واُمراء اور اتباع کتاب وسنت	از: ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی	۷۹
❁ اموی اُمراء		۱۰۲
❁ تجزیاتی مطالعہ		۱۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیشِ گفتار

زیرِنظر کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے یہ تین جیّد اہل علم کے تین مختلف مضامین پر مشتمل ہے جن کو افادۂ عامہ کی خاطر کتابی صورت میں یکجا کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ ان مضامین میں پہلا مضمون بنام ''دامادِ رسول ﷺ ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع'' ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور کے ششماہی ''المعارف'' کی اشاعت جنوری - جون ۲۰۲۱ء سے لیا گیا ہے جس کے مولف محترم ڈاکٹر مظہر معین صاحب ہیں۔ یہ مضمون ہمیں محترم ضیاء القمر صاحب کے توسط سے مل سکا جس کے لیے ہم ان کے صدقِ دل سے ممنون ہیں۔ نبی ﷺ کے سب سے بڑے داماد سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع کی سیرت پر اردو زبان میں عموماً بہت کم لکھا گیا ہے۔ سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہما بن ربیع نبی ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ کے شوہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو چار بیٹیوں کی رحمت سے نوازا جن میں سب سے بڑی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ تھیں۔ بقول مولفِ ''بنات اربعہ'' علامہ محمد نافع سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس وقت پیدا ہوئیں جب نبی ﷺ کی عمر ۳۰ سال تھی یعنی نبوت سے ۱۰ سال قبل۔ آپ کی شادی اپنے خالہ زاد یعنی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع سے ہجرت سے کافی عرصہ قبل ہوگئی تھی۔ ان ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع کا نام قاسم تھا لیکن یہ اپنی کنیت ابو العاص سے زیادہ مشہور تھے اور خاندان بنو عبد شمس سے تعلق رکھتے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دین کی راہ میں پہنچنے والی تکالیف کی وجہ سے نبی ﷺ کو متعدد مواقع پر قلبی رنج پہنچا، مگر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا یا نبی ﷺ کو سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع کی ذات سے کسی قسم کی کوئی تکلیف کبھی نہ پہنچی، بلکہ مختلف مواقع پر سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع نے کما حقہ حقِ دامادی ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ بعثت کے وقت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ایمان لائیں تو ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع اس شرف سے محروم رہے مگر اس شرف سے محرومی کے باوجود شعب بنی ہاشم میں محصوری کے زمانہ میں آپ بالالتزام اونٹ پر خرما، ستو اور گیہوں لاد کر شعب میں پہنچاتے رہے۔

غزوہ بدر کے موقع پر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی طرح ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع بھی گرفتار ہو کر آئے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے مکہ سے اپنی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جہیز میں دیا ہوا ہار فدیہ کے طور پر بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی محبوب ترین بیوی کا ہار اور محبوب بیٹی کا زیور دیکھا تو جسم اطہر پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے خواہش ظاہر کی کہ وہ ابو العاص رضی اللہ عنہ کو بغیر فدیہ کے رہا کر دیں چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسے ہی کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص رضی اللہ عنہ سے عہد لیا کہ وہ مکہ جا کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ بھیج دیں گے۔

سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع نے ایفائے عہد کیا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مع اپنے لخت جگر سیدنا علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما اور سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کے اپنے چھوٹے بھائی کنانہ بن ربیع کی معیت میں مدینہ کے لیے رخصت کر دیا۔ کنانہ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کیا، اپنے قوس و ترکش ساتھ لیے اور سواری کو کھینچتے ہوئے آگے آگے چلنے لگے۔ اہل مکہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے پیچھا کیا اور وادی ذی طویٰ پر جا کر ان لوگوں کو پا لیا۔ سیدنا ہبار بن الاسود رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت اسلام نہیں لائے تھے، آگے بڑھے اور اپنے نیزے کی نوک سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو کچوکا لگا کر زخمی کر دیا اور اونٹ سے گرا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت حاملہ تھیں، مجروح ہو جانے کے باعث خون جاری ہو گیا اور حمل ضائع ہو گیا۔ اس اثناء میں کنانہ بن ربیع نے اپنا ترکش کھول کر معارضہ کرنے والوں پر تیر اندازی شروع کر دی اور کہا کہ جو بھی قریب آئے گا، اس کو تیروں سے چھلنی کر دوں گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زخمی ہونے کی وجہ سے زینب رضی اللہ عنہا واپس مکہ لوٹ گئیں اور کچھ عرصہ بعد پھر مدینہ کا عزم کیا۔ قریش نے پھر روکنے کی کوشش کی تو سیدہ ہند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب، جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئیں تھی، مانع ہوئیں اور کہا کہ تم کو کیا پڑی ہے اگر ایک عورت اپنے باپ کے پاس لوٹ جائے؟ سو کنانہ بن ربیع کی معیت میں زینب رضی اللہ عنہا کو زید رضی اللہ عنہ ابن حارثہ کے پاس پہنچا دیا گیا جو اُن کو لینے مدینہ سے آئے ہوئے تھے۔ جب زید رضی اللہ عنہ ابن حارثہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا تو بے اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنے داماد ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع کے لیے الفاظ نکلے کہ اس نے میرے ساتھ گفتگو کی اور سچ کہا اور اپنا وعدہ پورا کیا۔ ①

ڈھائی سو میل کا سفر طے کر کے نہایت بے کسی کی حالت میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں تو پاؤں زخموں سے لہولہان تھے، کپڑے تار تار تھے اور سفر کی صعوبتوں سے نڈھال تھیں۔ اور یہ ساری مشکلیں آپ رضی اللہ عنہا پر اسلام اور بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے وارد ہوئیں تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی حالت زار دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هي أفضل بناتي أصيبت في ② یعنی "میری بیٹیوں میں زینب رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہے جو میری وجہ سے مصیبت زدہ ہوئیں اور انہیں اذیت دی گئی"۔

کچھ دنوں کے بعد سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع کا تجارتی قافلہ سیدنا ابو جندل رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں لٹ گیا۔ سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع قافلے والوں سے گریز کرتے ہوئے قافلہ سے قبل مدینہ پہنچ گئے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں پناہ لی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ کا احترام کیا اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع کا لوٹا ہوا مال ان کو واپس دلوایا۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ تجارتی مال لے کر واپس مکہ لوٹ گئے اور مکہ پہنچ کر سب کو ان

---

(۱) صحیح بخاری

(۲) مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۱۳، دلائل النبوۃ جلد ۲ ص ۴۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا مال لوٹا کر اعلان فرمایا کہ ''اے جماعت قریش! کسی کا مال میرے پاس رہ گیا ہے''، سب نے کہا ہمارا کوئی مال آپ کے پاس نہیں رہ گیا، فجزاك الله خيراً فقد وجدناك وفياً كريماً یعنی اللہ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے، ہم نے تمہیں بڑا شریف اور وفادار پایا۔ اس کے بعد ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع نے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور مدینہ لوٹ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح اول پر ہی ابو العاص رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا دیا۔ ①

اب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے لیے آرام کے دن آئے تو زندگی نے زیادہ وفا نہ کی۔ مکہ سے مدینہ سفر کرتے ہوئے ہبار بن الاسود رضی اللہ عنہ کے نیزے سے جو زخم آپ کو لگا تھا، وہ اس وقت تو مندمل ہو گیا تھا لیکن عرصہ دراز بعد پھر کھل گیا اور یہی زخم ان کی وفات کا موجب بنا اور ان کی وفات سنہ ۸ ہجری میں مدینہ طیبہ میں ہوئی جبکہ سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ یمامہ میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت کو گلے لگا یا۔

کتابِ ہذا میں دوسرا مضمون بنام ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے۔ محمد بن علی بن ابی طالب المعروف ابن الحنفیہ'' ماضی قریب کے مشہور مورخ جناب خورشید احمد فارق صاحب کا ہے۔ جناب محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ پر شاید ہی اردو زبان میں کوئی کام کیا گیا ہو۔ ہماری خوشی کی اس وقت انتہا نہ رہی جب نہایت فاضل و محترم بزرگ جناب مشتاق احمد صاحب کے طفیل خورشید احمد فارق صاحب کا یہ مضمون ہمیں دستیاب ہو سکا جس کے لیے ہم مشتاق احمد صاحب کے صد ممنون ہیں۔ ان جیسے علم دوست و صاحبِ مطالعہ انسان اب خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے غیر فاطمی صاحبزادے جناب محمد بن علی بن ابی طالب بقول علامہ ابن سعد (متوفی ۲۳۰ ہجری) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی

---

(۱) البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۳۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لونڈی خولہ بنت جعفر کے بطن سے تھے جن کا تعلق قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا، اسی سبب ان کو ابن الحنفیہ رحمہ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔خولہ بنت جعفر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ یمامہ میں گرفتار ہوکر آئی تھیں۔ابن سعد امام بخاری کے استاد فضل بن دکین کی سند سے لکھتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خولہ بنت جعفر کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ہبہ کردیا تھا۔اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رأيت أم محمد بن الحنفية سندية سوداء یعنی میں نے ام محمد بن الحنفیہ یعنی خولہ بنت جعفر کو دیکھا تھا وہ کالی سندھی خاتون تھیں۔ ① یہی بات علامہ ابن کثیر دمشقی نے بھی ''البدایہ والنہایہ'' الجزء التاسع میں ''وفيات سنة ۸۱ ہجری'' کی سرخی کے ذیل میں جناب محمد بن علی الحنفیہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھی ہے یعنی كانت سوداء سندية من سبي بني حنيفة اسمها خولة۔علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے۔تاہم ابن سعد، ابن قتیبہ الدینوری اور ابن کثیر کسی نے بھی ان کا سنِ ولادت نہیں لکھا لیکن قوی گمان یہی ہے کہ ان کی ولادت ۱۶ ہجری کے دوران کی ہے کیونکہ یہ تینوں مولفین اس بات پر متفق ہیں کہ جناب محمد بن علی الحنفیہ رحمہ اللہ کا انتقال ۸۱ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں ہوا۔اس حساب سے ان کی ولادت ۱۶ ہجری کی بنتی ہے۔

ابن قتیبہ الدینوری (متوفی ۲۷۶ ہجری) کتاب ''المعارف'' میں لکھتے ہیں کہ محمد بن علی رحمہ اللہ کی کنیت ابوالقاسم تھی جبکہ ابن کثیر ''البدایہ والنہایہ'' میں ابوالقاسم کے ساتھ ابوعبداللہ کنیت کا بھی ذکر کرتے ہیں۔علامہ ابن سعد ''طبقات'' میں محمد بن علی کے نام اور کنیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے أخبرنا فضل بن دكين و إسحٰق بن يوسف الأزرق قالا حدثنا فطر بن خليفة عن منذر الثوري قال سمعت محمد بن الحنفية کی سند سے روایت لائے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ خود بیان کرتے ہیں کہ میرے

---

(۱) كتاب الطبقات الكبير الجزء السابع تحت الترجمة محمد بن الحنفية

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی تھی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد میرے ہاں لڑکا ہوگا تو میں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس کا نام اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ کا کہنا تھا کہ كان كثير العلم ورعاً یعنی وہ بڑے عالم اور نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ و كان محمد بن علي من سادات قريش، ومن الشجعان المشهورين و من الاقوياء المذكورين یعنی جناب محمد بن علی رحمہ اللہ قریش کے سادات میں سے تھے، وہ مشہور بہادروں میں سے تھے اور انہیں بہت طاقتور اور شہ زور سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جناب محمد بن علی رحمہ اللہ امیر العسکر تھے جب کہ اس وقت ان کی عمر بیس اکیس سال تھی۔ جنگ جمل میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو پچھاڑ کر یہ ان کے سینے پر چڑھ گئے تھے۔ تاہم اپنے بڑے بھائی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی طرح آپ بھی صلح جو طبیعت کے مالک اور جنگ و جدل سے سخت متنفر و بیزار رہتے تھے۔ علامہ ابن سعد نے طبقات میں ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ ان کے والد نے اپنے لوگوں کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام سے لڑنے چلنے کے لیے کہا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے پست ہمتی دکھائی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بار بار کہنے پر آمادۂ جنگ نہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر جناب محمد بن علی رحمہ اللہ سخت افسردہ اور مایوس ہوئے اور سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ میرے والد کو کہیں کہ جنگ لڑنے نہ جائیں کیونکہ مجھے ان کے ساتھیوں میں کوئی خیر و فائدہ نظر نہیں آتا: لا والله ما أرى عندهم طائلاً۔ محمد بن علی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو دعا کی اللهم إني قد مللتهم و ملوني و أبغضتهم و أبغضوني فأبدلني بهم خيراً منهم و أبدلهم بي شراً مني یعنی اے اللہ! میں نے انہیں بیزار کردیا اور انہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مجھے بیزار کر دیا، میں ان لوگوں سے غصہ ہوں اور یہ لوگ مجھ سے ناراض ہیں۔ پس تو مجھے ان کے بدلے وہ لوگ دے جو اِن سے بہتر ہوں اور اِن کو میرے بدلے وہ شخص دے جو ان کے حق میں مجھ سے برا ہو۔

پس یہی وجہ تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات اور صلح حسن رضی اللہ عنہ کے بعد آپ نہ صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں بخوشی داخل ہوئے بلکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کی بیعت پر بھی مستقیم رہے۔ اور نہ اپنے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ عازمِ سفر ہوئے اور نہ ہی واقعہ حرہ میں یزید کی بیعت توڑنے والوں کا کسی قسم کا ساتھ دیا۔ علامہ ابن کثیر دمشقی نے ''البدایہ والنہایہ'' میں رواه أبو الحسن علي بن محمد بن عبدالله بن سيف المدائني عن صخر بن جويرية عن نافع اور امام ذہبی نے '' تاریخ الاسلام'' میں وزاد فيه المدائني عن صخر عن نافع کی سند سے جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتھی محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کے پاس یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کی بیعت توڑنے کا مطالبہ لے کر آئے تو فأبى عليهم یعنی انہوں نے انکار کر دیا اور جب عبداللہ بن مطیع نے یزید بن معاویہ رحمہ اللہ پر بغیر دیکھے سنی سنائی باتوں کے تحت شراب نوشی اور ترکِ صلوٰۃ کا الزام لگایا تو ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی مشاہدے کی بنا پر سختی سے ان الزامات کی تردید کی اور فرمایا ما رأيت منه ما تذكرون، و قد أقمت عنده فرأيته مواظباً للصلاة، متحرياً للخير، يسال عن الفقه یعنی میں نے تو اس کے اندر ایسا کچھ نہیں دیکھا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو جبکہ میں اس کے پاس ٹھہر چکا ہوں۔ میں نے تو اس کو نماز کا پابند، خیر کا متلاشی اور فقہ پر گفتگو وسوالات کرنے والا پایا ہے۔ اور یوں جناب محمد بن علی رحمہ اللہ یزید رحمہ اللہ کی بیعت پر مستقیم رہے۔

تاہم جب یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا اور بعدازاں سیدنا عبداللہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبیر رضی اللہ عنہما اور سیدنا مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ وعبدالملک بن مروان رحمہ اللہ میں خلافت کو لے کر تنازعہ ہو گیا تو جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے دونوں میں سے کسی کی بیعت نہ کی۔ اس سلسلے میں ان کو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تو وہ مدینہ سے اقامت ترک کر کے طائف اپنے چچا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ دونوں کی طرف سے اُن پر اپنی اپنی بیعت کرنے کے لیے زور ڈالا جاتا رہا۔ جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے اس وقت دونوں اصحاب سے فرداً فرداً معذرت کر لی اور دونوں کو الگ الگ لکھ بھیجا کہ جب آپ کے لیے لوگ مجتمع ہو جائیں گے اور آپ کی خلافت اجماعی طور پر منعقد ہو جائے گی تو میں آپ کی بیعت کر لوں گا۔① کچھ عرصہ بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک بار پھر جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کو اپنے بھائی عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے ذریعے اپنی بیعت کرنے کا پیغام بھیجا جس کو جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے اس دفعہ اپنا واضح سیاسی جھکاؤ دکھاتے ہوئے احسن طریقے سے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ

> ''عبد الملك بن مروان والله لكأنك بجيوشه قد أحاطت برقبة أخيك وإني لأحسب أن جوار عبد الملك خير لي من جوار أخيك ولقد كتب إلي يعرض علي ما قبله ويدعوني إليه، قال عروة: فما يمنعك من ذلك؟ قال أستخير الله وذلك أحب إلى صاحبك قال أذكر ذلك له''②

> ''عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ اور ان کے لشکر کو گویا آپ بھی دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے بھائی (یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہما) کی گردن کو گھیرے ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے بھائی کے پڑوس سے زیادہ عبدالملک رحمہ اللہ کا پڑوس میرے لیے

(۱) طبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۱۰۳

(۲) طبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۱۰۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہتر ہے۔ انہوں (عبدالملک) نے خط لکھ کر جو کچھ ان کے پاس ہے، میرے سامنے پیش کیا اور مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے پوچھا کہ پھر آپ کو اس (یعنی عبدالملک کی بیعت) سے کون سا امر مانع ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے اس کا استخارہ کرتا ہوں، یہی تمہارے صاحب (یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہما) کو زیادہ پسند ہے۔ عروہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں یہ ان سے بیان کر دوں گا۔''

اسی دوران میں سیاسی طالع آزما مختار ثقفی بھی جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوا اور ان کے نام پر لوگوں سے بیعت لینے کی پیشکش کی جس کو جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے سختی سے مسترد کر دیا کیونکہ نہ وہ اس کو پسند کرتے تھے اور نہ اس کی باتوں پر یقین کرتے تھے۔ جیسا کہ طبقات ابن سعد الجزء السابع میں ابن سعد نے لکھا ہے کان محمد لیس فیه بحسن الرأي ولا يقبل كثيراً مما ياتي به۔ اسی سبب جب جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کو پھسلانے کی غرض سے مختار نے ان کی خدمت میں عبیداللہ بن زیاد کا سر بھیجا تو ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے اس پر بھی ناخوشی کا اظہار کر کے اس کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھیر دیا: کان ابن الحنفية يكره أمر المختار۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے جب یہ دیکھا کہ بشمول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام لوگ امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت پر مجتمع ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت کر لی۔ ابن سعد طبقات الجز السابع میں لکھتے ہیں کہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد فلما اجتمع الناس على عبدالملك و بايع ابن عمر، قال ابن عمر لابن الحنفية ما بقى شيئ فبائع، فكتب ابن الحنفية إلى عبدالملك : بسم الله الرحمن الرحيم لعبد الله عبدالملك أمير المومنين من محمد بن علي۔۔۔الخ یعنی جب سب لوگ بشمول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجتمع ہو گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے محمد بن علی رحمہ اللہ سے کہا کہ اب بیعت کرنے میں کوئی عذر باقی نہیں رہا، جس پر جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی طرف خط لکھ کر بیعت کر لی۔ بعینہ یہی بات علامہ ابن کثیر نے بھی ''البدایہ والنہایہ'' میں سن ۸۱ ہجری کی وفیات کے ذیل میں جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کی عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت کرنے کے حوالے سے لکھی ہے۔

طائف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال ۶۸ ہجری میں عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت سے قبل ہو گیا تھا۔ اس وقت جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کا قیام اپنے چچا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس طائف میں ہی تھا پس انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صلوٰۃ المیت پڑھائی۔ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت کے بعد محمد بن علی رحمہ اللہ مدینہ چلے گئے اور وہاں بقیع میں اپنا مکان بنا کر رہنے لگے۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ ۷۸ ہجری میں انہوں نے مدینہ سے دمشق کا سفر خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ سے ملاقات کرنے کی غرض سے کیا۔ اس ملاقات میں امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کا نہایت اعزاز و اکرام کیا اور ابن الحنفیہ رحمہ اللہ جتنے دن دمشق میں ٹھہرے رہے خلیفہ کے خصوصی مہمان کے طور پر رہے۔ ایک دن موقع تنہائی پا کر جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے اپنے دمشق آنے کی وجوہات ذکر کیں جن میں کچھ قرض کی ادائیگی، اپنی بعض ضروریات، اپنی اولاد اور اپنے موالی کے لیے وظائف کی درخواست تھی۔ عبدالملک رحمہ اللہ نے ان کی تمام باتوں کو منظور کیا۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ فلم يبق له حاجة إلا قضاها یعنی ان کی کوئی حاجت ایسی نہ رہی جس کو عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے پورا نہ کر دیا ہو۔ زید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کہتے ہیں کہ محمد بن علی رحمہ اللہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تلوار تھی جو امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی درخواست پر جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے ان کو ہدیہ کر دی تھی: قال عبدالملك يا محمد! هب لي هذا السيف، فاعطاه۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جتنے عرصے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ میں خلافت کا تنازعہ چلتا رہا، وہ وقت جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کے لیے سخت آزمائش والا رہا۔ اس دور میں خلافت کے دونوں امیدواروں کے اصرارِ بیعت کے سبب ان کو مجبوراً جلا وطنی کی زندگی گزارنی پڑی۔ جہاں ایک طرف سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے ان کو شعب بنی ہاشم میں مع ان کے چچا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اہل خانہ کے ہمراہ نظر بند کر دیا گیا، یہاں تک کہ وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لیں تو دوسری طرف حجاج کی طرف سے سختی و درشتی کے ساتھ ان پر امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت کا مطالبہ کیا جاتا رہا۔ بقول ابن سعد شعب بنی ہاشم کی اس محصوری سے مختار بن ابی عبید ثقفی نے اپنی فوج بھیج کر محمد بن علی رحمہ اللہ کو نجات دلائی جبکہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت خلافت کرنے کے بعد جناب محمد بن علی رحمہ اللہ نے عبدالملک رحمہ اللہ سے جب حجاج کے درشت رویے کی شکایت کی تو قال عبدالملك للحجاج: أدركه فسل سخيمته، فأدركه فقال: إن أمير المؤمنين أرسلني إليك لأسئل سخيمتك ولا مرحباً بشيئ ساءك (۱) یعنی عبدالملک رحمہ اللہ نے حجاج سے کہا کہ ''تم ان (محمد بن علی رحمہ اللہ) سے ملو اور ان کی شکایت دور کرو۔ وہ ان سے ملا اور فرمایا کہ مجھے امیرالمومنین نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں آپ کی شکایت دور کروں اور جو شخص بھی آپ کے ساتھ برائی کرے، اسے کامیابی نہ ہو۔ جس پر محمد بن علی رحمہ اللہ نے اس کو ڈانٹتے ہوئے اللہ سے ڈرنے کی تلقین کی اور عمدہ نصیحتیں کیں۔

امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی بیعت کے بعد جناب محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ ۷۳ ہجری کے آس پاس واپس مدینہ لوٹ گئے تھے جہاں سے چند سال قبل سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت سے محترز رہنے کے سبب ان کو مجبوراً نکلنا پڑا تھا اور پھر آپ اپنے

(۱) الطبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۱۱۳

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آخری وقت تک وہیں رہے سوائے اس ایک سفرِ دمشق کے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اس پورے دور میں جناب محمد بن علی رحمہ اللہ علم کی تبلیغ و اشاعت میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ ماہِ محرم ۸۱ ہجری میں مدینہ میں ہی آپ کا انتقال ہوگیا۔ یہ وہی سال تھا جس سال مکہ میں اس قدر تیز سیلاب آیا تھا کہ اپنے ساتھ حاجیوں اور ان کے املاک کو بہا لے گیا تھا۔ ابن قتیبہ الدینوری نے ان کا مقامِ وفات طائف بتایا ہے جو درست نہیں۔ علامہ ابن سعد اور علامہ ابن کثیر دونوں نے ان کا مقامِ وفات مدینہ بتایا ہے اور وہیں بقیع میں ان کا مدفن واقع ہے جیسے کہ طبقات ابن سعد میں محمد بن علی کے ترجمے کے آخر میں خود ان کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سے تصریح موجود ہے کہ سمعت أبا هاشم عبدالله بن محمد بن الحنفية يقول: و أشار إلى ناحية من البقيع فقال: هذا قبر أبي القاسم يعني أباه یعنی بقیع کی ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد نے کہا کہ یہ میرے والد کی قبر ہے۔ جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کے مدینہ میں وفات پانے کی مزید شہادت اس امر سے بھی ہوجاتی ہے کہ محمد بن علی رحمہ اللہ کی نمازِ جنازہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جناب ابان بن عثمان رحمہ اللہ نے پڑھائی تھی جو اس وقت امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے: فلما وضعناه في البقيع جاء أبان بن عثمان بن عفان و هو الوالي يومئذ على المدينة لعبد الملك بن مروان ليصلي عليه۔

علامہ ابن سعد نے جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کا ذکر ان طبقات رواۃ میں کیا ہے جنہوں نے سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا ابی بن کعب، سیدنا سہل بن ابی حنیف، سیدنا حذیفہ بن الیمان، سیدنا زید بن ثابت رضوان اللہ اجمعین سے روایت کی ہے۔ صحاح ستہ میں آپ کی متعدد روایات موجود ہیں جن میں سے ایک روایت بخاری میں حدیث نمبر ۳۶۷۱ ہے جس کو وہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اب (پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟) کہہ دیں گے کہ عثمان رضی اللہ عنہ، اس لیے میں نے خود کہا، اس کے بعد آپ ہیں؟ یہ سن کر وہ بولے کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں۔

جناب محمد بن علی رحمہ اللہ سیاہ عمامہ پہنا کرتے تھے اور آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ آپ کو اپنی والدہ سے بہت محبت تھی۔ آخری وقت تک ان کی خدمت خود بجا لایا کرتے تھے۔ صالح بن میسم کہتے ہیں کہ میں نے ان کے ہاتھ میں مہندی لگی دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے، انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے بالوں پر مہندی کا خضاب لگاتا ہوں، یہ اس کے آثار ہیں۔ ابویعلی کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ اپنی والدہ کے سر پر تیل لگاتے تھے اور ان کے کنگھی کیا کرتے تھے۔

ابن قتیبہ الدینوری لکھتے ہیں کہ جناب محمد بن علی رحمہ اللہ کے دس بیٹے تھے: حسن، عبداللہ، ابوہاشم، جعفر الاکبر، جعفر الاصغر، حمزہ، علی، عون، قاسم اور ابراہیم۔ تاہم ہمارے خیال میں یہاں ابن قتیبہ سے تسامح ہوا ہے اور وہ دو بیٹوں عبدالرحمٰن اور عبداللہ الاصغر کا نام لکھنا بھول گئے ہیں۔ کیونکہ علامہ ابن سعد نے طبقات میں محمد بن علی رحمہ اللہ کے مذکورہ دس بیٹوں کے علاوہ عبدالرحمٰن اور عبداللہ الاصغر نامی دو بیٹوں کا مزید ذکر کیا ہے۔ جن میں عبدالرحمٰن کی والدہ ام عبدالرحمٰن برۃ بنت عبدالرحمٰن بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔ ان ام عبدالرحمٰن کے بطن سے عبدالرحمٰن کے علاوہ قاسم بن محمد اور ایک بیٹی ام ابیہا تھی۔ یوں قاسم اور عبدالرحمٰن دونوں ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی تھے۔ قاسم اور عبدالرحمٰن دونوں کی ہی نسل نہ چلی۔ ابن قتیبہ اور ابن سعد بتاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ابو ہاشم، حمزہ، علی اور جعفر الاکبر جناب ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی ایک ام ولد کے بطن سے تھے۔ بقول ابن قتیبہ ابو ہاشم بن محمد عالی مرتبہ ومعزز شخص تھے: کان عظیم القدر اور شیعوں کا ایک گروہ ان کا پیرو تھا۔ اپنے والد کے برخلاف یہ ابو ہاشم بن محمد سیاست میں دلچسپی رکھتے تھے اور حکومت کے لیے کوشاں تھے۔ ابن قتیبہ اور مسعودی دونوں بتاتے ہیں کہ بنو امیہ کے خلاف انقلابی دعوت کے دوران میں جب شام میں ان کا وقتِ وفات آ پہنچا تو وہاں ان کے پاس اس وقت صرف محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس موجود تھے۔ یہ محمد بن علی جو درحقیقت سیدنا عباس بن عبدالمطلب کے پڑپوتے تھے بقول ابن قتیبہ، کان أجمل الناس و أعظمهم قدراً یعنی نہایت حسین وجمیل اور شرف ومنزلت والے شخص تھے اور پہلے دو عباسی خلفاء ابو العباس السفاح اور ابو جعفر المنصور عباسی کے والد تھے، جناب ابو ہاشم بن محمد نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو اپنا وصی مقرر کیا: فأوصى إلى محمد بن علي بن عبدالله بن عباس اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا أنت صاحب هذا الأمر اور وهو في ولدك یعنی اب آپ اس امر (ولایت وامامت) کے متولی ہیں اور اب یہ آپ کی اولاد میں رہے گی۔ ابن قتیبہ مزید لکھتے ہیں کہ ودفع إليه كتبه و صرف الشيعة إليه یعنی انہوں نے اپنی دستاویز وخطوط محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے حوالے کر دیے اور اپنے شیعوں کو ان کی طرف پلٹا دیا۔ گویا یہ وہ دن تھا جب امامت آلِ علی رحمۃ اللہ علیہم سے نکل کر بنو عباس میں منتقل ہو گئی اور یہ واقعہ بھی ان بہت سی وجوہات میں سے ایک سبب ہے جس کی وجہ سے خلافت، بنو امیہ سے آل علی رحمۃ اللہ علیہم کے بجائے بنو عباس میں منتقل ہو سکی۔

ابو ہاشم بن محمد کی بھی نسل نہیں چلی۔ حسن بن محمد بن الحنفیہ سے متعلق ابن سعد لکھتے ہیں کہ كان من ظرفاء بني هاشم و أهل العقل منهم و هو أول من تكلم في الإرجاء یعنی حسن بن محمد صاحبِ ظرافت، خوش مزاج اور بنو ہاشم کے ذہین وعاقل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں میں سے تھے اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ارجاء کی بابت کلام کیا۔ ان سے بھی محمد بن علی کی نسل نہیں چل سکی۔ ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبدمناف بن قصی تھیں۔ جبکہ ابراہیم بن محمد، جناب ابن الحنفیہ کی زوجہ مسرعۃ بنت عباد مضری کے بطن سے تھے۔ جناب محمد بن علی الحنفیہ نے ایک نکاح ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابوطالب سے کیا تھا جو یزید بن معاویہ کی زوجہ ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر اور خالد بن یزید بن معاویہ کی زوجہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر کی چچازاد بہن تھیں۔ یوں جناب محمد بن الحنفیہ، یزید بن معاویہ اور خالد بن یزید بن معاویہ آپس میں رشتے کے ہم زلف تھے۔ ان ام جعفر کے بطن سے جعفر الاصغر، عون اور عبداللہ الاصغر پیدا ہوئے تھے۔ محمد بن علی الحنفیہ رحمہ اللہ کی ام ابیہا کے علاوہ ایک دختر بنام رقیہ بھی تھیں۔ یہ رقیہ اور عبداللہ بن محمد دونوں ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی ام ولد کے بطن سے تھے۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اہل تشیع کا ایک گروہ ان کی امامت اور رجعت کا قائل ہے۔ شیعوں کا فرقہ کیسانیہ انہیں ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی طرف خود کو منسوب کرتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں تیسرا اور آخری مضمون بنام ''اموی خلفاء و امراء اور اتباعِ کتاب وسنت'' ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ کے قلم سے ہے جس میں انہوں نے اموی خلفاء کی زندگی میں دین کی حیثیت اور اتباعِ شریعت کی روش پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ خلفائے بنوامیہ کی دین سے رغبت اور دینی شعار پر عمل پیرا ہونے کی مثال تو قارئین ان شاءاللہ ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں گے، سردست ہمیں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ حدیث خير القرون قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم اور لايزال الإسلام عزيزاً إلى اثنى عشر خليفة کی برکت ہی تھی کہ اموی خلافت ایک طرح سے خلافتِ راشدہ کا تتمہ وتکملہ ثابت ہوئی جس پر قرآن و حدیث کی شہادتوں کے علاوہ سب سے بڑی شہادت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس سے وابستگی و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعاون ہے۔ پوری کی پوری پہلی صدی ہجری اور دوسری صدی ہجری کا عشرۂ اوّل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وجودِ مسعود سے منور رہا۔ اس باب میں خلافت راشدہ اور خلافت امویہ میں کوئی فرق نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں ادوارِ خلافت میں نہ صرف موجود تھے بلکہ حکومت کی طرف سے مختلف عہدوں پر سیاسی خدمات بھی انجام دے رہے تھے۔ ان میں عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے، تو بدری صحابہ رضی اللہ عنہم بھی، حدیبی بھی تھے تو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کے دور میں تو بکثرت عہدے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تھے تاہم جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایک کر کے دنیا کو خیر باد کہتے چلے گئے، حکومتی مناصب میں ان کی جگہ تابعین نے لے لی۔ البتہ جب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندہ رہے انہوں نے اموی خلفاء سے بھی اسی طرح تعاون کیا اور ان کی طرف سے اسی طور سے سیاسی خدمات سرانجام دیتے رہے جس طور سے وہ خلفائے اربعہ کے زمانے میں سیاسی خدمات انجام دیا کرتے تھے۔ ان اموی خلفاء اور ان کی طرف سے مقرر کردہ عمال کی زیر نگرانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام جنگی و جہادی محاذوں پر مصروفِ عمل رہے چاہے وہ ایران و خراسان کے محاذ ہوں یا پھر رومی و بازنطینی سلطنت کے خلاف کی گئی لشکر کشی ہوں۔ ان جہادی سرگرمیوں کے لیے انہوں نے اموی خلفاء کی طرف سے پیش کردہ تمام عہدوں کو قبول کیا چاہے وہ برّی فوجوں کی سپہ سالاری ہو یا پھر سمندروں کی امیر البحری۔ اسی طرح صوبوں کی گورنری، صدقات کی عمالی اور قضاء و افتاء تمام شعبوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اموی خلفاء سے بھرپور تعاون کرتے آئے۔ اموی خلفاء کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ تعاون و مشارکت ثابت کرتا ہے کہ ان کی نظروں میں بھی امرائے بنو امیہ اسی طور کے جائز خلفاء تھے جس طور کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم تھے۔ اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسلامی خلافت افراد و اشخاص اور ان کی حیثیتوں اور مرتبوں پر منحصر نہیں تھی بلکہ وہ اصولِ اسلام اور اقدارِ خلافت پر استوار تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ تھی کہ اموی خلافت میں آفتابِ اسلام آدھی سے زیادہ معلوم دنیا پر چھا گیا اور صرف چند دہائیوں میں مسلمانوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ گئی۔ ترکستان، چین، افریقہ، ہندوستان، یورپ وغیرہ غرض دنیا کے ہر متمدن خطے میں اسلام کا پیغام پہنچ گیا۔ نبی کریم ﷺ کے دورِ مسعود اور دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو وراثت اموی خلفاء کو ملی تھی، اسے انہوں نے اپنی کمائی سے اضعافاً ومضاعفۃً کر دیا۔ خلافتِ یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کے دور میں افریقہ کے بربر قبائل تقریباً سب کے سب مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ امیر ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے زمانے میں حجاج بن یوسف کی گورنریٔ عراق کے تحت ہندوستان میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی جہادی مساعی کے نتیجے میں دیکھتے ہی دیکھتے کئی بلاد میں اسلام پہنچ گیا۔ قتیبہ بن مسلم رحمہ اللہ کے ذریعے چین کی سرحدوں تک اسلام پہنچا تو طارق بن زیاد رحمہ اللہ کے قدموں نے اسے ہسپانیہ تک راہ دکھائی۔ المختصر خلافتِ اسلامیہ کے اس مبارک دور میں اسلام کی اشاعت روز افزوں ہوئی اور اتنی کثیر تعداد میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا کہ عقل حیران و ششدر رہ جاتی ہے۔ اب اگر اس مبارک دور کے حکمران ظالم و فاسق تھے تو انہیں یا اُن کے عمال کو دیکھ کر اتنی کثیر تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام کیسے ہو گئے؟ اسلام کا عملی نمونہ دیکھے بغیر اور زاہد و متقی مسلم حکمرانوں کی تبلیغی مساعی کے بغیر لوگوں کو اسلام کی طرف کشش و رغبت کیسے ہوئی؟ اس مبارک دور میں اس سرعت کے ساتھ اسلام کا پھیلنا اور بکثرت غیر مسلموں کا شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کر لینا، اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ یہ اموی خلفاء و عمال متقی، رعایا پرور اور اعلیٰ کردار کے حامل تھے جن کے کردار و اعمال اور طریقۂ حکومت سے متاثر ہو کر غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے۔

اموی دور میں مسلم تہذیب و تمدن اپنے عروج کو پہنچا، کئی شعبوں میں مسلمانوں نے ترقی کی۔ امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے دور میں پہلے اسلامی سکّہ کا اجراء ہوا، اس سے قبل عرب میں ایرانی درہم اور رومی دینار چلتے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقتصادی ترقی پر ایک حد تک یہ غیر مسلم قدغن لگا سکتے تھے۔ امیر حجاج بن یوسف ثقفی رحمہ اللہ کے زیر نگرانی عراق میں اسلامی ٹکسال قائم کی گئی اور اسلامی سکّے جاری کیے گئے جن کی ایک طرف ''قل ھو اللہ احد'' اور دوسری طرف ''لا الہ الا اللہ'' لکھا ہوتا تھا۔ ①
اسی طرح امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے اپنے دور میں عربی زبان کو دفتری زبان قرار دیا اور تمام دیوانوں کو عربی میں منتقل کروایا۔ ②

امیر عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ کے بعد ان کے صاحبزادے ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کا دورِ خلافت آیا تو اسلامی مملکت اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گئی۔ اس سے بڑی اسلامی مملکت اور شاندار حکومت اس کے بعد مسلمانوں کو کبھی دیکھنے کو نہ ملی۔ امیر ولید رحمہ اللہ نے اسلامی فوجی نظام کو بے انتہا ترقی دی جس کی وجہ سے ایک ہی وقت میں اسلامی فوجیں ہندوستان سے لے کر چین تک اور افریقہ سے لے کر ہسپانیہ تک بلا کسی رکاوٹ کے برسرِ پیکار تھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں جہاز سازی کی جس صنعت کا اجراء کیا تھا، ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ نے اپنے دور میں اس کو چار چاند لگا دیے۔ ولید رحمہ اللہ کی معاونت و سرپرستی کے زیرِ اثر امیر موسیٰ بن نصیر رحمہ اللہ نے تونس میں جہاز سازی کا جو کارخانہ قائم کیا تھا، اس میں صرف ولید رحمہ اللہ کے زمانے میں ہی ۱۰۰ جہاز تیار کر دیے گئے تھے۔ طبری ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے دور میں صراحت سے لکھتے ہیں کہ ۸۸ ہجری میں ولید نے تمام ممالک محروسہ میں سڑکیں درست کروائیں اور ان پر سنگِ میل نصب کروائے۔ تمام راستوں پر کنویں بنوائے اور مختلف بلاد و امصار میں نہریں جاری کروائیں۔ پورے ملک میں جا بجا مسافروں کی سہولت کے لیے مہمان خانے قائم کیے۔ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ وہ پہلے مسلم حکمران تھے جنھوں نے مسلم بلاد میں شفا خانے بنوائے۔ اس سے پہلے اسلامی

---

(۱) ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۱۶۱

(۲) ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت میں سرکاری شفا خانوں کا رواج نہ تھا۔ ① طبری لکھتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کا یہ کارنامہ قابلِ فخر ہے کہ اس نے تمام ممالکِ اسلامیہ میں معذور، ناکارہ اور اپاہج لوگوں کے روزینے مقرر کر کے انہیں بھیک مانگنے کی ممانعت کر دی اور ساتھ ہی اندھوں کی رہنمائی اور معذوروں کی خدمت کے لیے آدمی مقرر کیے۔ ولیدؒ بازار کے نرخ بھی قابو میں رکھتا تھا اور خود بازاروں میں جا کر چیزوں کی قیمت دریافت کر کے ان کے نرخ کم کرواتا تھا۔ ② اسی ذیل میں طبری لکھتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ قرآن کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیتا تھا۔ وہ ہمیشہ لوگوں کو حفظِ قرآن کی ترغیب دیتا اور جو لوگ حفظ کرتے تھے، ان کو عطیات سے نوازتا تھا اور جو لوگ تعلیمِ قرآن سے غفلت برتتے تھے، انہیں سزا دیتا تھا۔ حجاج بن یوسف رحمہ اللہ نے اسی کے زمانے میں اہل عجم کے لیے قرآن پر نقطے اور اعراب لگوانے کا کام کیا تھا۔ ③ امیر ولید کے دور میں ہی مسجد نبوی ﷺ میں اس دور کی سب سے بڑی توسیع ہوئی۔ امیر ولید رحمہ اللہ کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فقہاء وعلماء مدینہ قاسم بن محمد بن ابی بکر، سالم بن عبداللہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ، خارجہ بن زید اور عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہم کی موجودگی میں مسجد نبوی ﷺ کی پرانی عمارت گروا کر ان بزرگوں کے ہاتھوں سے نئی عمارت کی داغ بیل ڈلوائی۔ ④
امیر ولید رحمہ اللہ نے بڑے اہتمام اور ذوق وشوق سے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا کام شروع کروایا، ایک ایک نقش پر کاریگروں کو مزدوری کے علاوہ ۳۰ درہم انعام دیا جاتا تھا۔ ⑤
صرف قبلہ رخ دیوار اور اس کے طلائی کام پر ۴۵۰۰۰ اشرفی خرچ آیا۔ ⑥ تمام عمارت کو پتھر کی بنایا گیا جبکہ در و دیوار اور چھت پر اعلیٰ درجہ کی مینا کاری کی گئی، مسجد کے ساتھ

(۱) یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۴۸ (۲) طبری ۸/۱۲۷۱، تاریخ الخلفاء السیوطی صفحہ ۲۲۵
(۳) البدایہ والنہایہ جلد ۹ تحت الترجمۃ حجاج بن یوسف ثقفی
(۴) طبری ۸/۱۲۷۴ (۵) خلاصۃ الوفا صفحہ ۱۳۹
(۶) خلاصۃ الوفا صفحہ ۱۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی ایک فوارہ بھی تعمیر کیا گیا۔ اس پوری توسیع میں تقریباً ۳ سال کا وقت لگا یہاں تک ۹۱ ہجری میں مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا کام مکمل ہوا اور ولید دمشق سے مدینہ خود اس کے ملاحظہ کے لیے آیا۔ یہاں آکر کام سے مطمئن ہوکر مسجد کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لیے خُدّام مقرر کیے۔ (۱) اور اس تعمیر و توسیع کی خوشی میں اہل مدینہ میں نقد روپیہ اور طلائی اور نقرئی ظروف تقسیم کیے۔ (۲) یہ تمام کام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور فقہائے مدینہ کی زیرِ نگرانی کروائے گئے تاکہ کسی بھی خلافِ شرع چیز پر ان کی طرف سے ٹوک و تنبیہ آ سکے۔ ساتھ ہی قبر نبوی ﷺ اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرمت کا بھی حکم دیا جس پر امیر ولید رحمہ اللہ کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حجرے کے چاروں طرف دوہری دیوار تعمیر کروادی تاکہ اگر ایک کمزور پڑے تو دوسری اس کو سہارا دے سکے۔ (۳) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے بعد ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کا دور فتوحات کے سلسلے میں تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ خوش قسمتی سے امیر ولید رحمہ اللہ کو حجاج بن یوسف ثقفی رحمہ اللہ جیسا مدبر گورنر نصیب ہوگیا جس کے ماتحت محمد بن قاسم، قتیبہ بن مسلم، موسیٰ بن نصیر اور مسلمہ بن عبدالملک نے اپنے گھوڑوں کے سموں تلے یورپ اور ایشیا کے میدانوں کو روند ڈالا۔ ولید کے دور میں ہندوستان، ترکستان اور اندلس کی فتوحات ہوئیں۔ (۴)

امیر ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ کے بعد ان کے بھائی سلیمان بن عبدالملک رحمہ اللہ کا دور آتا ہے۔ سلیمان بن عبدالملک کے خیر کے کاموں کی وجہ سے لوگ اس کو ''مفتاح الخیر'' یعنی بھلائی کی کنجی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ (۵) مکہ المکرمہ میں پانی کی کافی قلت ہوجاتی تھی، اس پریشانی کے سدِ باب کے لیے سلیمان بن عبدالملک رحمہ اللہ نے مکہ میں میٹھے پانی کا ایک چشمہ جاری کروایا۔ اس کام کے لیے کوہِ ثبیر کے دامن میں ایک بڑا تالاب

(۱) ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۴
(۲) کتاب العیون والحدائق صفحہ ۱۱
(۳) کتاب العیون والحدائق صفحہ ۹
(۴) معجم البلدان جلد ۱ صفحہ ۲۶۲
(۵) تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۲۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنایا گیا جس سے سیسہ کے نل کے ذریعے حرم میں پانی لایا گیا جو زمزم کے کنویں کے درمیان سنگ رخام کے فوارے میں گرتا تھا۔ اس چشمہ کی وجہ سے مکہ میں میٹھے پانی کی افراط ہوگئی۔ ① اسی طرح شام میں شہر رملہ کی تعمیر بھی سلیمان بن عبدالملک رحمہ اللہ کا ایک قابلِ فخر کارنامہ ہے۔ دراصل یہ شہر بسایا تو ولید بن عبدالملک رحمہ اللہ نے تھا لیکن ولید نے یہاں صرف چند عمارتیں بنوا کر اس کو چھوڑ دیا تھا۔ سلیمان بن عبدالملک رحمہ اللہ نے اس شہر کو بہت ترقی دی، یہاں بہت سی عمارتیں، جامع مسجد اور تالاب بنوائے اور جو لوگ یہاں منتقل ہونا چاہتے تھے، سلیمان نے ان کو حکومتی خرچ پر گھر بنوا کر دیے۔ ②

سلیمان بن عبدالملک رحمہ اللہ کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دور آتا ہے۔ ان کے دور میں ہونے والی اصلاحات کسی سے مخفی نہیں سو ان کا اعادہ کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ ان کی خدمات کی بابت یہ لکھ دینا ہی کافی ہے کہ کٹر بنو امیہ مخالفین بھی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اصلاحی مساعی کا دم بھرتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بعد یزید بن عبدالملک اور اس کے بعد اسکا بھائی ہشام بن عبدالملک برسر اقتدار آیا۔ ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ کا شمار بنو امیہ کے ان تین ممتاز خلفاء میں ہوتا ہے جنہوں نے تدبر و سیاست کا نقش تاریخ میں ثبت کر دیا۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ کی بابت لکھتے ہیں کہ وہ بہت مدبر خلیفہ تھا، سلطنت کے چھوٹے سے چھوٹے معاملات اس کی نگاہوں سے مخفی نہ رہتے تھے، تحمل و بردباری اس کی امتیازی خصوصیات تھیں۔ ③ ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ نے اپنے عہدِ حکومت میں فوج کے شعبہ کو بہت ترقی دی۔ کئی اہم و حساس جگہوں پر مستحکم اور مضبوط قلعے قائم کیے۔ بحری بیڑے کی ترقی کے لیے شمالی افریقہ میں جہاز سازی کے مزید نئے کارخانے بنوائے۔ ④ ملکی مصنوعات کی صنعت کو ترقی دی جس میں سرفہرست ریشمی

---

(۱) یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۵۳۵
(۲) معجم البلدان ذکر رملہ، للیاقوت الحموی
(۳) البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۳۵۴
(۴) مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کپڑوں کی صنعت تھی۔ لوگوں کے لیے روزگار کا انتظام کیا اور عوام کا طرزِ زندگی مزید بہتر بنایا۔① ہشام نے اپنے دور میں کئی نئے شہر تعمیر کروائے جس میں سب سے مشہور سندھ کا شہر منصورہ تھا جو کہ اپنے زمانے میں ہندوستان میں اسلامی حکومت کا دارالخلافہ تھا۔② ہشام کا ایک بڑا کارنامہ حُجاج کے کاروانوں کے لیے مکہ کی سمت میں آنے والے راستوں پر سرائے، حوض اور تالاب بنوانا بھی ہے۔③ ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ کو دینی علوم وفنون سے بھی خاص شغف تھا۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے امام زہری رحمہ اللہ سے ۴۰۰ احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کروایا تھا۔④ عقیدہ وعمل کے لحاظ سے تمام اموی خلفاء بشمول ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ سچے مسلمان اور راسخ العقیدہ مومن تھے۔ اسی وجہ سے ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ غلط عقائد رکھنے والوں پر کڑی نگاہ رکھتا تھا۔ اس نے جعد بن درہم اور یونس بن غیلان کو خلق قرآن اور قدری عقائد رکھنے کی بناء پر قتل کروادیا تھا۔⑤

بعض محققین کے مطابق امیر ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ پر آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ خلفاء کی پیشین گوئی پوری ہوجاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ کے بعد بنوامیہ کا زوال وانحطاط شروع ہوجاتا ہے اور آنے والا ہر خلیفہ پچھلے خلیفہ کے مقابلے میں کمزور ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگلے چھ سالوں میں خلافتِ بنوامیہ کا تختہ الٹ جاتا ہے۔

خیر آمدم برسر مطلب! ہر دفعہ کی طرح اس بار بھی کتاب پر لکھا ''پیشِ گفتار'' کسی قدر طویل ہوچلا جس کے لیے ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ الغرض اس لمبی تمہید کے بعد فقط یہ عرض ہے کہ ہم نے مذکورہ تینوں مضامین کو کسی قدر علمی وقیع پایا، اسی سبب ان کو یکجا کرکے شائع کیا جارہا ہے۔ اس کتاب کی طباعت کے سلسلے میں سب سے پہلے تو اس اللہ

(۱) مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۲۱
(۲) فتوح البلدان صفحہ ۴۴۸
(۳) مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۲۱
(۴) تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۹۹
(۵) ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزوجل کے حضور شکر گزار ہوں کہ اس مالک نے اس احقر کو اس قابل بنایا کہ وہ یہ کام کر سکے۔ اگر اس کی مدد شاملِ حال نہ ہو تو کوئی کام ممکن نہیں۔ اسی کے کرم سے یہ کام ہو سکا ہے اور اس کام کی ہر اچھائی صرف اسی ذاتِ باری تعالیٰ کے سبب سے ہے۔ اس مالک کُل کے شکریہ کے بعد اپنے عزیز دوست راشد جمال قریشی، محمد صہیب نذیر صاحب اور بلال احمد راؤ کا شکریہ ادا کروں گا کہ ان کے تعاون کے بغیر یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچنا ناممکن تھا۔ ان کی ہمت اور ساتھ رہا کہ یہ کام ہو سکا۔ اللہ اس دوستی اور ساتھ کو ہمیشہ بنائے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اس علم دوستی کے لیے انہیں بھرپور جزا سے نوازے اور اس جذبے و سعی کو ان کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ ساتھ ہی ہم اپنے نہایت فاضل، محترم اور محبت کرنے والے دوست جناب شہباز عالم انصاری حفظہ اللہ کے بھی نہایت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنے مصروف اوقات میں سے اس کتاب کے لیے وقت نکالا اور نہایت دقتِ نظری سے کتاب کی نہ صرف پروف ریڈنگ کی بلکہ اغلاط کو بھی پوری جانفشانی کے ساتھ درست فرمایا۔ اللہ اس تھکا دینے والے کام کے لیے ان کو جزائے خیر سے نوازے۔ یہ احقر ہمیشہ ان کا ممنون رہے گا کہ جب بھی اس کو اُن سے کسی طور کی مدد و تعاون درکار رہا، شہباز صاحب ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ موجود رہے۔ اللہ ان کو دین و دنیا میں بہتیرا ترقیاں نصیب کرے اور ان کے لیے دونوں جہانوں میں آرام و سکون کا بندوبست کرے۔ اسی طرح اس کتاب کی اشاعت میں اور بھی چند احباب کی خصوصی مدد شاملِ حال رہی لیکن کیا کروں ان کی درویشانہ صفت کا، کہ انہوں نے اپنے ناموں کا تذکرہ کرنے سے سختی سے منع کر رکھا ہے، اسی لیے ان کا نام لیے بغیر ہی ان کی جناب میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں۔

کسی بھی کام میں کمال صرف اس ذاتِ بے ہمتا کو ہی سزاوار ہے، مخلوق کا کام تو غلطیوں سے پُر ہوتا ہے۔ پھر بھی اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی کمی نہ رہ جائے، اسی لیے بعض تسامحات کی حاشیوں اور مراجعات کے ذریعے تصحیح کرنے کی کوشش بھی کی ہے، تاہم اس کے باوجود اگر کوئی کمی یا غلطی رہ جائے تو قارئین سے التماس ہے کہ اس بابت مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ ایجابی طریق سے آئی ہر تنقید کو سر آنکھوں پر رکھا جائے گا۔

محمد فہد حارث
ڈائریکٹر حارث پبلی کیشنز
دبئی، متحدہ عرب امارات
۲۶ اکتوبر ۲۰۲۱ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۳ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دامادِ رسول ﷺ

ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ

از: ڈاکٹر مظہر معین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دامادِ رسول ﷺ ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر مظہر معین

نام ونسب: ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، القرشی العبشمی، دامادِ رسول اللہ ﷺ، جنہوں نے آپ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی زینب سے شادی کی، جرو البطحاء (وادی بطحاء کے شیر) کے نام سے معروف تھے۔ وہ اوران کے بھائی جروا البطحاء (بطحاء کے دو شیر) کہلاتے تھے۔ ①

خطیب تبریزی (م ۷۴۳ھ) ان کے مختصر تذکرہ بحیثیت راوی حدیث میں لکھتے ہیں:

''وہ ہیں ابو العاص مقسم بن الربیع، یہ بھی کہا گیا کہ ان کا نام لقیط ہے۔ وہ دامادِ نبی ﷺ ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ غزوہ بدر میں بحالت کفر قیدی بنائے جانے کے بعد انہوں نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے رشتۂ اخوت رکھتے تھے اوران کے لیے مخلص تھے۔ خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان سے ابن عباس، ابن عمر اور ابن العاص رضی اللہ عنہم نے روایت احادیث کی ہے۔

مقسم میم کی زبر، قاف ساکن اور س پر زبر کے ساتھ ہے۔'' ②

ابو العاص رضی اللہ عنہ کا نسب دوسرے دامادِ رسول ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس سے عبد شمس پر اور دامادِ رسول ﷺ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بن

(۱) ابن عبد البر، الاستیعاب (۳۰۹۱: ابو العاص بن الربیع العبشمی) ۴/ ۲۶۴۔ جرو شیر کے بچے کو کہتے ہیں جو جرأت وشجاعت کی علامت ہے۔

(۲) الخطیب التبریزی، الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابہ (۵۸۵: ابو العاص بن الربیع) ص ۲۵۷۹

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف سے عبدمناف پر جا ملتا ہے۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ بنت خویلد، ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ اور آپ کے ماموں عوام بن خویلد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کے شوہر ہیں جن کے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں شامل اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد ہیں۔ جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خالو اور ان کی بیٹیاں زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ رضی اللہ عنہن آپ کی خالہ زاد ہیں۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی ولادت اور مختصر حالات

اندازاً ابوالعاص رضی اللہ عنہ مکہ میں بعثت نبویہ سے کم وبیش بیس سال پہلے پیدا ہوئے کیونکہ انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بعثت سے پہلے شادی کی جب کہ وہ جوان تھے۔ پس مکہ ہی میں پرورش پائی اور وہیں جوان ہوئے۔ آپ خوبصورت، وجیہ، متناسب جسم اور عمدہ قد وقامت والے تھے۔ جسمانی حسن کے ساتھ فصیح وبلیغ، شیریں گفتار، خطیب وشاعر، عالی نسب، خوشحال تاجر اور اپنے خاندان وخالہ خدیجہ کے محبوب تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا انہیں اپنے بیٹوں کی طرح شمار کرتی تھیں۔ زینب رضی اللہ عنہا سے آپ کے دو بچے علی بن ابی العاص اور امامہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ ابن اسحاق نے بیان کیا:

> ''ابوالعاص مال وامانت وتجارت کے لحاظ سے مکہ کے چند گنے چنے لوگوں میں سے تھے۔ وہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ تھیں۔ پس خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول وحی سے پہلے درخواست کی کہ ان کی شادی زینب سے کردی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کی کسی بات سے اختلاف نہیں کرتے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی کردی۔ خدیجہ ابوالعاص کو اپنے بیٹے کا مقام دیتی تھیں (وکانت تعده بمنزلة ولدها) جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو خدیجہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی بیٹیاں ایمان لے آئیں اور آپ ﷺ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپ ﷺ جو لے کر آئے ہیں، برحق ہے اور آپ ﷺ کے دین کو اختیار کیا، جب کہ ابوالعاص اپنے شرک پر قائم رہے۔"①

ہشام نے روایت کیا کہ مشرکین قریش بعثت کے بعد ابوالعاص کے پاس گئے اور کہنے لگے: اپنی بیوی کو چھوڑ دو اور ہم تمھاری شادی قریش کی جس عورت سے کہو گے، کرا دیں گے، تو ابوالعاص نے کہا:

"لا والله إني لا أفارق صاحبتي، وما أحب أن بي بامرأتي امرأة من قريش. وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يثني عليه في صهره خيراً "②

"نہیں واللہ میں اپنی شریک حیات سے علیحدہ نہیں ہوں گا، اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری بیوی کے بدلے قریش کی کوئی دوسری عورت مجھے ملے۔
اور رسول اللہ ﷺ ان کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے۔"

چنانچہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے مکہ میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور اپنے دونوں بچوں علی و امامہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود نہ صرف انتہائی حسن سلوک اور محبت کی زندگی گزاری (واضح رہے کہ کفر و اسلام کی بنا پر میاں بیوی میں علیحدگی کا حکم الٰہی ہجرت مدینہ کے بعد نازل و نافذ ہوا) بلکہ شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کی محصوری کے تین سالوں (۸۔۱۰ بعد بعثت) میں بھی غلہ اور کھجور سے لدے اونٹ شعب ابی طالب میں ہنکا کر بنو ہاشم کے خورد و نوش کا انتظام کرتے رہے جس پر خوش ہو کر نبی ﷺ نے فرمایا: (ابوالعاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا) شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہر

(۱) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۶۳

(۲) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاشانی لکھتے ہیں:

''و دیگر ابوالعاص بن ربیع کہ داماد رسول خدای بود، شتران از گندم و خرما حمل داده بشعب می برد و رہا می کرد، و از آنجا است کہ رسول خدای فرمود: (ابوالعاص حق دامادی ما بگذاشت) مع القصہ سہ سال کار بدیں گونہ می رفت۔'' ①

ترجمہ: ''اور دوسرے ابوالعاص بن ربیع جو کہ دامادِ رسول خدا تھے، گندم اور کھجور سے لدے اونٹ شعب (ابی طالب) میں لاکر چھوڑ دیتے تھے اور اسی وجہ سے رسول خدا نے فرمایا: (ابوالعاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا) قصہ مختصر یہ کہ تین سال تک کام اسی طرح چلتا رہا۔''

غزوہ بدر میں اسیری و رہائی

ابوالعاص رضی اللہ عنہ و عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب غزوہ بدر (۲ ھ) میں مشرکین قریش کے ساتھ شریک ہوئے، لیکن وہ دونوں مسلمانوں سے لڑنے میں پُرجوش نہیں تھے، پس دونوں کو دیگر اسیران کے ہمراہ قید کرلیا گیا۔ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ ھ) کا بیان ہے:

''ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے تھے جو کفارِ قریش کے ساتھ غزوہ بدر میں موجود تھے اور اُن کو عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ نے قید کر لیا۔ پس جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا، تو ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عمرو بن ربیع بھی بطور فدیہ اس مال کے ساتھ مدینہ آئے جو زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں دیا تھا۔ اس میں وہ ہار بھی تھا جو ان کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت انہیں دیا تھا جب انہیں ابوالعاص کے پاس بطور

(۱) سپہر کاشانی، ناسخ التواریخ (جلد دوم از کتاب اول، وقایع بعد ہبوط آدم تا ہجرت) ورق ۶۲۱۰، طبع تہران (طبع محلی درکارخانہ آقا میر باقر تہرانی) نیز ملاحظہ ہو''ناسخ التواریخ'' (تحقیق: جمشید کیان فر) انتشارات اساطیر، تہران ۱۳۸۰، ج ۱ ص ۵۰۹ (از آغاز ہجرت)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دلہن بھیجا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’إن رأيتم أن تطلقوا لها أسيرها وتردوا الذي لها، فافعلوا، فقالوا: نعم‘‘①

’’اگر تمہاری رائے ہو کہ اس (زینب رضی اللہ عنہا) کے قیدی کو رہا کر دو اور جو مال اس نے بھیجا ہے، واپس کر دو تو پھر ایسا کر لو۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ (فأطلقوه و ردوا عليها الذي لها) پس انہوں نے ان کو رہا کر دیا اور جو کچھ ان (زینب رضی اللہ عنہا) کا تھا، ان کو واپس کر دیا۔‘‘

ہجرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بعد غزوہ بدر (۲ھ)

بروایت ابن ہشام رسول اللہ ﷺ نے یا تو ابوالعاص سے عہد لیا یا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ازخود وعدہ کیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے آپ کے پاس (مدینہ) آنے کا راستہ چھوڑ دیں گے یا یہ انہیں رہا کرنے کی شرائط میں شامل تھا، اس حوالہ سے نہ تو انہوں نے کوئی بات ظاہر کی اور نہ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ کیا معاملہ تھا، مگر یہ کہ جب ابوالعاص مکہ کی جانب نکلے اور ان کا راستہ چھوڑ دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کو ان کی طرف روانہ کیا اور فرمایا:

’’كونا ببطن ياجج حتى تمر بكما زينب، فتصحباها حتى تأتياني بها‘‘

’’بطن یاجج میں انتظار کرو یہاں تک زینب رضی اللہ عنہا کا تمہارے پاس سے گزر ہو، پس دونوں اس کے ساتھ سفر کرو حتیٰ کہ اسے لے کر میرے پاس پہنچ جاؤ۔‘‘

چنانچہ دونوں اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے اور یہ غزوۂ بدر کے کم و بیش ایک ماہ بعد کی بات ہے۔ جب ابوالعاص مکہ آئے تو انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے والد کے

(۱) ابن عبدالبر، الاستیعاب ۲۴۶/۴ (باب العین: ابوالعاص) نیز دیکھیے سیرۃ ابن ہشام ۲۴۶/۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پاس جانے کا حکم دیا، تو وہ تیاری کر کے روانہ ہو گئیں۔ ①

ابن ہشام کا بیان ہے پس جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اپنی تیاری سے فارغ ہوئیں تو ان کے سسرالی عزیز، ان کے شوہر کے بھائی کنانہ بن ربیع نے ان کے لیے اونٹ پیش کیا۔ وہ اس پر سوار ہوئیں اور اس نے بھی اپنا تیر کمان ترکش سنبھال لیا۔ پھر دن دہاڑے اونٹنی کو ہانکتے ہوئے آگے بڑھایا، جب زینب رضی اللہ عنہا اس کے ہودج میں تھیں۔ قریش کے کچھ لوگ اس بات کا ذکر کرنے لگے۔ پس لوگ ان (زینب رضی اللہ عنہا) کی تلاش میں نکل پڑے، یہاں تک کہ ذی طویٰ کے مقام پر اُنہیں جا لیا۔ تو پہلے جو لوگ اُن کی طرف بڑھے، وہ ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزی اور فہری تھے۔ پس ہبار نے ان (زینب رضی اللہ عنہا) کو ہودج میں نیزہ مار کر خوفزدہ کیا، کہا جاتا ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور خوف واذیت کی حالت میں ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ چنانچہ ان کے دیور کنانہ نے اونٹنی کو بٹھا کر ترکش سنبھال لیا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم جو شخص بھی میرے قریب آیا، میں تیر اس کے جسم میں اتار دوں گا۔ پس لوگ اس سے پیچھے ہٹ کر منتشر ہو گئے۔

ابوسفیان قریش کے بعض لوگوں کے ہمراہ وہاں آ کر کہنے لگے: اے جواں مرد! اپنے تیروں کو روک تاکہ ہم تجھ سے بات کر سکیں۔ پس اس نے روک دیا۔ ابوسفیان آگے بڑھا، یہاں تک کہ اس کے پاس آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: تم نے عقل مندی نہیں کی، تم علی الاعلان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس خاتون کو لے کر نکل پڑے ہو جب کہ تمہیں (بدر میں) ہماری مصیبت ونکبت اور جو کچھ محمد ﷺ کی جانب سے ہمارے ساتھ ہوا، سب معلوم ہے۔ پس جب تم محمد ﷺ کی بیٹی کو لوگوں کی موجودگی میں ہمارے درمیان سے علی الاعلان لے کر نکلو گے تو لوگ خیال کریں گے کہ ایسا ہماری ذلت ومصیبت (شکست بدر) کی وجہ سے ہو رہا ہے اور یہ ہماری طرف سے کمزوری کی علامت ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہمیں اس (زینب رضی اللہ عنہا) کو اس کے باپ کے پاس

(۱) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ ۲/ ۲۶۴۔۲۶۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے سے روکنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس میں ہمارے لیے کوئی طلب انتقام کی صورت ہے، مگر تم ابھی خاتون کو لے کر واپس چلے جاؤ، یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہہ چکیں کہ ہم نے اسے لوٹا دیا ہے، تو اسے لے کر بغیر اظہار کیے خاموشی سے نکل جانا اور اس کے باپ سے جاملانا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ کچھ راتیں (مکہ ہی میں) مقیم رہیں، یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہوگئیں، تو وہ انہیں لے کر رات کے وقت روانہ ہوا حتیٰ کہ انہیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کے سپرد کر دیا، جو اُنہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ ①

"وذكر غير ابن اسحاق أن هباراً نخس بها الراحلة، فسقطت على صخرة وهي حامل، فسقط جنينها، ولم تزل تهريق الدماء حتى ماتت بالمدينة بعد إسلام بعلها أبي العاص" ②

ترجمہ: "ابن اسحاق کے علاوہ دیگر سے مذکور ہے کہ ہبار نے اونٹنی کے پہلو میں نیزہ چبھویا، جس سے زینب رضی اللہ عنہا اونٹنی سمیت ایک پتھریلی چٹان پر جا گریں جب کہ وہ حاملہ تھیں۔ پس ان کا حمل ساقط ہوگیا اور وہ مسلسل خون گراتی رہیں، یہاں تک کہ اپنے شوہر کے اسلام لانے کے بعد مدینہ میں انتقال کر گئیں۔"

اسی لیے اُنہیں شہیدۂ اسلام بھی کہا جاتا ہے (فكانوا يرونها ماتت شهيدة) ③

مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ یہ تفصیل بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا یہ زخم کئی سال تک رہا۔ اور کئی سال اس میں بیمار رہ کر

---

(۱) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ ۲/۲۶۵-۲۶۶

(۲) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ ۲/۲۶۵، حاشیہ ۴ بحوالہ الاستيعاب والروض الأنف للسهيلي

(۳) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۵/۲۶۸ (في ذكر أولاده عليه السلام)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنہ ۸ ھ میں انتقال فرمایا: رضی اللہ عنہا وأرضاھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔''①

یہ حدیث بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' میں تفصیل سے مروی ہے:

''عن عروة بن الزبير عن عائشة ... وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هي أفضل بناتي أصيبت في''②

''اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: وہ میری بیٹیوں میں انتہائی فضیلت والی ہے جسے میری راہ میں اذیت دی گئی۔''

شہیدۂ اسلام سیدہ زینب کی سنہ ۲ ھ میں ہجرت مدینہ کے بعد ابوالعاص مکہ ہی میں رہے۔ وہ قبول اسلام سے پہلے اور بعد ہر حال میں ایفائے عہد و میثاق کرتے رہے جس کی تعریف نبی ﷺ نے فرمائی:

''حدثنا أبواليمان أخبرنا شعيب عن الزهري قال: حدثني علي بن حسين عن مخرمة، قال: ... أنكحت أبا العاص بن الربيع، فحدثني وصدقني''③

''میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (زینب کا) نکاح کیا تو اس نے مجھ سے جو قول و قرار کیا، اس میں سچا ثابت ہوا۔''

ابوالعاص رضی اللہ عنہ ہجرت زینب رضی اللہ عنہا کے بعد تین سال چند ماہ مکہ میں رہے اور غالباً انہوں نے غزوۂ احد و خندق وغیرہ میں حصہ نہیں لیا، بلکہ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ ایک مرتبہ قریش کے قافلے کے ساتھ تجارت کے لیے شام گئے تو واپسی پر مدینہ

(۱) مولانا محمد زکریا، تبلیغی نصاب، قسم اول، حکایات صحابہ، کتب خانہ فیضی لاہور، ص ۱۴۳۔ ۱۴۴، وحاشیہ بحوالہ تاریخ خمیس واسد الغابہ

(۲) بیہقی دلائل النبوۃ، جماع ابواب غزوۃ بدر، ماجاء فی زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ج ۳، ص ۱۵۶

(۳) صحیح البخاری، كتاب فضائل أصحاب النبيﷺ، باب ذكر أصهار النبيﷺ، ج ۳، ص ۱۳۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قریب عیص کے مقام پر جمادیٰ الاولیٰ ٦ ھ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ (دستہ لشکر) نے اُنہیں آن لیا، ان کے مال پر قبضہ کرلیا اوران سب کو قیدی بنا لیا۔ سیرت ابن ھشام میں ہے کہ ابوالعاص فرار ہوگئے اور وہ انہیں پکڑ نہ پائے۔ پس انہوں نے مدینہ میں زینب رضی اللہ عنہا سے پناہ طلب کی تو انہوں نے پناہ دے دی۔ (١)

ابن سعد کا بیان ہے کہ ابوالعاص بن ربیع بھی قیدیوں میں شامل تھے۔ مگر وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو اپنی زوجہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سحر کے وقت پہنچ کر طالب پناہ ہوئے تو انہوں نے پناہ دے دی۔

پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر ادا کی تو زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے دروازے پر کھڑے ہوکر بلند آواز سے پکارا: (إني قد أجرت أباالعاص بن الربيع) میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (هل سمعتم ما سمعت؟ قالوا: نعم) کیا تم نے وہ سنا جو میں نے سنا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فوالذي نفسي بيده ما علمت بشيئ مما كان حتى سمعت الذي سمعتم، المومنون يد على من سواهم، يجير عليهم أدناهم، وقد أجرنا من أجارت) ترجمہ: پس قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو کچھ ہوا مجھے اس میں سے کچھ معلوم نہیں تھا یہاں تک کہ میں نے وہ سنا جو تم لوگوں نے سنا۔ مومنین دوسروں کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی طرح ہیں، ان کا کوئی ادنیٰ شخص بھی ان کی جانب سے دوسروں کو پناہ دے سکتا ہے۔ پس جس کو اس (زینب رضی اللہ عنہا) نے پناہ دی ہم نے بھی اسے پناہ دے دی۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس آئے تو زینب رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور درخواست کی کہ ابوالعاص کا جو کچھ (مال) لیا گیا ہے وہ واپس کر دیا جائے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور زینب رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ ابوالعاص کے قریب نہ جائیں،

(١) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ ٢/٢٦٠-٢٧٠، نیز ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ جب تک وہ مشرک ہیں، وہ (بطور زوجہ) ابوالعاص کے لیے حلال نہیں۔

ابوالعاص واپس مکہ آئے اور انہوں نے ہر حق دار کا حق (تجارت) اسے ادا کیا۔ پھر اعلانِ اسلام کر کے نبی ﷺ کے پاس واپس بحیثیت مسلم ومہاجر محرم سنہ ۷ ھ میں مدینہ آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ اول ہی کی بنیاد پر زینب رضی اللہ عنہا ان کو لوٹا دی۔ ①

بہر حال ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان مکہ ہی میں سنہ ٦ ھ میں کر دیا اور قابل ترجیح یہ ہے کہ وہ مدینہ ہی میں زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ اور اپنے مال کی واپسی کے بعد یا اس سے بھی پہلے دل سے مسلمان ہو چکے تھے، لیکن انہوں نے اعلانِ اسلام واپس مکہ جا کر کیا، پھر مدینہ کو ہجرت کی۔ ابن ہشام کی یہ روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ: مجھے ابوعبیدہ نے بتلایا کہ ابوالعاص بن ربیع جب شام سے اموال مشرکین کے ہمراہ (مدینہ) آئے تو ان سے کہا گیا کہ: هل لك أن تسلم وتأخذ هذه الأموال، فإنها أموال المشركين؟ کیا یہ ٹھیک نہیں کہ آپ مسلمان ہو جائیں اور یہ اموال تجارت رکھ لیں، کیونکہ یہ مشرکوں کے مال ہیں؟ تو ابوالعاص نے فرمایا: بئس ما أُبدأ به إسلامي أن أخون أمانتي ② یہ تو بہت برا ہوگا کہ میں اپنے اسلام کی ابتداء امانت میں خیانت کر کے کروں۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی خدمات واولاد

بظاہر ابوالعاص رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر (سنہ ۷ ھ) فتح مکہ (رمضان سنہ ۸ ھ) اور غزوۂ طائف وحنین (سنہ ۸ ھ) وتبوک (سنہ ۹ ھ) نیز حجۃ الوادع (سنہ ۱۰ ھ) میں شریک رہے اور رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ہمراہ یمن بھی بھیجا (وقد خرج مع علي إلى اليمن حين بعثه إليها رسول الله

---

(۱) طبقات ابن سعد ۸/ ۳۳ (تحت زینب رضی اللہ عنہا)

(۲) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ ۳/ ۲۶۹۔ ۲۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلى الله عليه وسلم) ①

ترجمہ: وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھی گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں وہاں بھیجا۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ و زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما ہی تھے جو فتح مکہ کے موقع پر بحالت شباب اپنے نانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹنی پر بطور ردیف سوار تھے: (ولما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح، أردف علياً خلفه) ②: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو اُنہوں نے علی رضی اللہ عنہ (بن ابو العاص رضی اللہ عنہ) کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما رومیوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے جنگ یرموک (۱۵ رجب سنہ ۱۵ھ) میں شہید ہوئے (قتل يوم اليرموك) ③ یہ بھی کہا گیا کہ وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بحالت شباب وفات پائی۔ ④

حضرت ابو العاص و زینب رضی اللہ عنہما کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ ان کی ایک بیٹی اُمامہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سوار ہو جاتی تھیں:

> ''عن أبي قتادة الأنصاري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي وهو حامل أمامة بنت زينب بنت رسول الله ولأبي العاص بن الربيع، فإذا سجد وضعها، وإذا قام حملها'' ⑤

ترجمہ: ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت

---

(۱) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۶/ ۳۵۹

(۲) ابن الاثیر، اسد الغابہ (۳۷۸۵: علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما) ۳/ ۶۲۱

(۳) ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۵ء حرف العین (علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما) ۴۳/ ۸

(۴) ابن الاثیر، اسد الغابہ (علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما) ۴/ ۱۴، المکتبۃ الاسلامیہ، طہران ۱۳۸۶ھ

(۵) صحیح البخاری، باب إذا حمل جارية صغيرة في الصلاة ج ۱، ص ۱۹۳ (ح ۴۹۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نماز پڑھتے کہ ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اُمامہ رضی اللہ عنہا آپ پر سوار ہوتیں، جب سجدہ فرماتے تو اُنہیں اُتار دیتے اور جب اُٹھتے تو وہ دوبارہ سوار ہو جاتیں۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی وفات اور سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی بربنای وصیت فاطمہ (م ۳ رمضان ۱۱ھ) علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے شادی کے حوالہ سے ابن کثیر لکھتے ہیں:

”وقد توفي في أيام الصديق سنة ثنتى عشرة وفي هذه السنة تزوج علي بن أبي طالب بابنته أمامة بنت أبي العاص بعد وفاة خالتها فاطمة، وما أدري هل كان ذلك قبل وفاة أبي العاص أو بعدها، والله أعلم“①

ترجمہ: ”آپ خلافت صدیق رضی اللہ عنہ میں سنہ ۱۲ھ میں وفات پا گئے اور اسی سال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا سے اُن کی خالہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد شادی کی اور مجھے نہیں معلوم کہ یہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ہوئی یا بعد میں۔“

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات (رمضان سنہ ۱۱ھ) کے بعد اُن کی وصیت کے مطابق ۱۱ھ ہی کے آخر میں معروف ہے، لہٰذا اس روایت کے مطابق حیات ابوالعاص رضی اللہ عنہ ہی میں ہونا قرین قیاس اور قابل ترجیح ہے۔ ابن کثیر روایت کرتے ہیں:

”اسمها أمامة بنت زينب، وقد تزوجها علي بن أبي طالب بعد وفاة فاطمة ومات وهي عنده، ثم تزوجت بعده بالمغيرة بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب“②

---

(۱) ابن کثیر البدایہ والنہایہ ۶/ ۳۵۹

(۲) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۵/ ۲۵۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ان کا نام امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا ہے، ان سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد شادی کی اور ان کی وفات تک انہی کی زوجہ رہیں۔ ان کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے شادی کی۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی وفات خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں بروایت مشہورہ ۵۰ھ میں ہوئی:

''وفي عهد معاوية بن أبي سفيان، وافى أمامة بنت أبي العاص الأجل، فقضت نحبها، وهي على ذمة المغيرة''①

ترجمہ: اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے عہد (خلافت) میں امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ پس انہوں نے اپنا وقت پورا کیا جب کہ وہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔

مشہور عالم و محقق مولانا محمد زکریا وفات امامہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان کا انتقال سنہ ۵۰ھ میں ہوا۔''②

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی شاعری

ابوالعاص رضی اللہ عنہ خطیب و شاعر تھے۔ انہوں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یاد میں شعر کہے۔

ہمیں ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے معروف بن خربوذ مکی سے روایت کر کے خبر دی کہ ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ نے شام کی جانب اپنے کسی سفر میں اپنی زوجہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اور یہ شعر کہے:

ذكرت زينب لما وركت إرما
فقلت سقياً لشخص يسكن الحرما
بنت الأمين جزاها الله صالحة
وكل بعل سيثني بالذي علما

(۱) محمد راجی کناس، حياة نساء أهل البيت، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء ص ۷۱۱

(۲) مولانا محمد زکریا، تبلیغی نصاب، لاہور، کتب خانہ فیضی (حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم) ص ۱۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقال محمد بن عمر: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما ذممنا صهر أبي العاص①

ترجمہ: میں نے زینب رضی اللہ عنہا کو یاد کیا جب ارم کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، پس میں نے کہا اللہ اس شخص کو سیراب کرے جو حرم کا رہنے والا ہے۔ وہ جو الامین کی صالح بیٹی ہے، اللہ اُسے جزائے خیر دے اور ہر شوہر اس بات کی تعریف کرے گا جس کا اسے علم ہے۔

محمد بن عمر نے بیان کیا:۔۔۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

ہم نے ابو العاص میں بطور داماد کوئی قابلِ مذمت بات نہیں پائی۔

وفات ابو العاص رضی اللہ عنہ

حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کو اپنی زوجہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (م ۸ ھ) کی وفات کا شدید صدمہ ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابو العاص رضی اللہ عنہ اور ہزاروں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ ادا کی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ چنانچہ نہ تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی زندگی میں آپ نے دوسری شادی کی اور نہ بعد ازاں، بلکہ مشہور روایت کے مطابق بعد میں بھی اپنی زندگی دعوت و جہاد کے لیے وقف کر دی، مگر ابن قتیبہ نے ابو العاص رضی اللہ عنہ کی سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے وفات زینب رضی اللہ عنہا کے بعد شادی کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم:

"وتزوج أبوالعاص، بنت سعيد بن العاص وهلك بالمدينة"②

ابو العاص رضی اللہ عنہ (مقسم) بن ربیع نے وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور مشہور روایت کے مطابق سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں شرکت کی اور شہادت پائی۔ چنانچہ اول داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید ختم نبوت کا مقام عظیم نصیب اور بظاہر سیدنا

---

(۱) طبقات ابن سعد ۸/ ۳۲

(۲) ابن قتیبہ، کتاب المعارف، ص ۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ جنازہ پڑھا کر یمامہ ہی کے مقام پر دیگر شہداء وحفاظ وقراء کے ہمراہ تدفین کی، رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی سنہ ۱۲ھ میں وفات کی کئی روایت ہیں، اور یہی جنگ یمامہ کا سال ہے۔ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) راوی ہیں:

''قال ابراهيم بن المنذر: وتوفي أبوالعاص بن الربيع ويسمى جرو البطحاء في ذي الحجة سنة اثنتى عشرة ''①

''ابراہیم بن منذر کا قول ہے کہ ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جنہیں شیر بطحاء کہا جاتا تھا، ذوالحجہ سنہ ۱۲ھ میں وفات پائی۔''

خطیب تبریزی (م ۷۴۳ھ) روایت کرتے ہیں:

''قتل يوم اليمامة في خلافة أبي بكر ''②

''خلافت ابوبکر میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔''

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے ایام (خلافت) میں سنہ ۱۲ھ میں وفات پائی۔

''وقد توفي في أيام الصديق سنة اثنتى عشرة ''②

خلاصہ مناقب ابوالعاص رضی اللہ عنہ

عصر حاضر کے نامور نعت ومنقبت نگاہ جناب حفیظ تائبؒ (۱۹۳۱ء۔۲۰۰۴ء) نے اول دامادِ رسول سیدنا ابوالعاص بن ربیع القرشی العبشمی رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنی تلمیحاتی شاعری (منقبت) میں مختلف روایات کو خوبصورت اور

(۱) ابن عبدالبر، الاستیعاب ۴/۲۶۶

(۲) الخطیب التبریزی، الاکمال فی اسماء الرجال (حرف العین، فی الصحابۃ): ۵۸۵: أبوالعاص بن الربيع القرشي العبشمي

(۳) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۶/۳۵۹ (ابوالعاص بن الربیع)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مربوط انداز میں یکجا کیا ہے جسے خلاصۂ کلام کے طور پر درج کیا جا رہا ہے:

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ

یاوری کی بخت نے یوں حضرت بوالعاص رضی اللہ عنہ کی
زوج زینب رضی اللہ عنہا ہو کے ٹھہرے پہلے دامادِ نبی ﷺ

رشتہ زینب رضی اللہ عنہا سے نہ توڑا گو دباؤ تھا بہت
اس وفاداری سے راحت سرور دیں ﷺ کو ملی

وہ تھے ہالہ خواہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پسر
غلہ پہنچاتے رہے شعب ابی طالب میں بھی

حسب وعدہ بھیج کر زینب رضی اللہ عنہا کو شہ دین کے پاس
عہد فرقت میں بڑی مشکل سے کاٹی زندگی
بعد تفریق ان کو دی زینب رضی اللہ عنہا نے طیبہ میں اماں
کام ان کے آ گئی ان کی سلیم الفطرتی

آ گئے طیبہ سے مکہ لے کے اپنا مال سب
ہر امانت کرکے واپس دولت اسلام کی

کر کے ہجرت خدمت سرکار ﷺ میں جب آ گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈھل گئے سارے گنہ پھر سے رفیقہ مل گئی
وہ امامہؓ کے پدر ٹھہری جو زوج مرتضیٰؓ
فتح مکہ میں ردیف شہ ہوا ان کا علیؓ

جو یمامہ میں ہوئے ختم نبوت کے شہید
عمر آخر لغزش رفتہ کا کفارہ بنی (۱)

اول داما دِ رسول ﷺ، شہیدِ ختم نبوت در جنگ یمامہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ (مقسم) بن ربیع کے مناقب ومحاسن بے شمار اور خدمات دعوت و جہاد عظیم الشان ہیں نیز ان کا مقام ومرتبہ منفرد وعظیم تر ہے۔ رضی اللہ عنہ وأرضاہ

(۱) حفیظ تائب، اصحابی کالنجوم، سنگت پبلشرز لاہور، اشاعت ۲۰۱۲ء ص ۱۴۰۔۱۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن علی بن ابی طالب۔

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ

از: خورشید احمد فارق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ

از: خورشید احمد فارِق

یہ اُن بزرگوں میں ہیں جو امن و عافیت کے شیدائی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی اپنے یا اپنے خاندان کے اقتدار کی خواہش کو عام مسلمانوں کے مفاد اور اجتماعی سالمیت سے آگے نہ رکھا۔ اُنھوں نے اپنے اقتدار کی خاطر کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ جنگ کے شدید دشمن تھے۔ جنگ میں ہزاروں جانیں برباد ہوتی ہیں، ہزاروں خاندان تباہ ہوتے ہیں، اور ہزاروں پیاروں کے دل ٹوٹتے ہیں اس سنگین حقیقت کے گہرے ادراک کے ساتھ وہ یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ اکثر جنگ سے مسائل سلجھنے کی بجائے اور اُلجھ جاتے ہیں۔ میدان میں ایک نئی جنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ ان کی صُلح جوئی اور عافیت پسندی محض نظری نہ تھی۔ خارجی حالات کو ان کے ذہنی سانچے بنانے میں بڑا دخل تھا۔ اُنہوں نے اپنے بزرگوں کے جھگڑے دیکھے تھے۔ ان کی لڑائیوں میں ایک ماموراور ماتحت کی طرح شریک ہوئے تھے اور جنگ کی تباہ کاریوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا۔ اُنہوں نے یہ بھی دیکھا کہ ان لڑائیوں سے وہ مسئلے حل نہیں ہوئے تھے جن کے لیے تلواریں اور بلم چلے تھے اور خون کی نہریں بہی تھیں۔ نئے نئے مسئلے اور اُلجھنیں پیدا ہوگئیں اور اجتماعی زندگی امن پسند ہونے کی بجائے جنگ پسند ہو گئی، دماغ صُلح کے جادہ پر چلنے کی بجائے فتنہ اور فساد کے راستہ پر چلنے لگے دل اجتماعی بھلائی کی جگہ اپنی یا اپنے خاندان کی یا اپنے قبیلے کی بھلائی اور بہبودی کی آرزو کرنے لگے، اسلامی زندگی کا قافلہ شاہراہ چھوڑ کر گلیوں اور پگڈنڈیوں میں بھٹک گیا۔

اُن کا نام محمد تھا۔ ابن الحنفیہ کہلائے جانے کا سبب یہ ہے کہ ان کی ماں خولہ بنو حنفیہ کے بڑے شہر یمامہ میں رہتی تھیں، ایک عرب قبیلہ نے بنو یمامہ پر غارت گری کی اور خولہ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکڑ کر لے گئے۔ خلیفہ اول کے زمانے میں فروخت ہونے کے لیے مدینہ لائی گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خرید لیا اور آزاد کر کے شادی کر لی۔ ①

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی ماں بنو حنفیہ کے کسی عرب کی ایک ''سندھی کنیز'' تھیں۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سنہ 12ھ یمامہ فتح کیا تو یہ مالِ غنیمت میں مدینہ لائی گئیں۔ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ غالباً سنہ 6ھ میں پیدا ہوئے، جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخر دورِ خلافت میں جب ان کی مخالفت بڑھی تو یہ باشعور ہو چکے تھے۔ مدینہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مخالفت میں جو حصہ لیا اس سے خوب واقف تھے۔ کوفہ اور مصر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کی جو آندھی چلی اور ان کے گورنروں کے خلاف جو شورش ہوئی اس سے بھی باخبر تھے پھر سنہ 35ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ان کے سامنے ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ڈرامہ بھی ان کی حیران آنکھوں نے دیکھا۔ سنہ 36ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ابن الحنفیہ ان کے ساتھ بصرہ آئے، وہاں جنگ جمل کے لیے مسلمان صف آرا ہوئے تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم بردار تھے۔ اس وقت ان کی عمر بیس اکیس سال سے زیادہ نہ ہوگی لیکن فکر و نظر میں پختہ ہو چکے تھے۔ ابن عماد حنبلی نے لکھا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے اپنا جھنڈا اُٹھانے کو کہا تو کسمسائے ہوئے بولے: یہ اندھی مصیبت ہے! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا، ''تجھے موت آئے، تیرا باپ قائد ہے پھر بھی یہ مصیبت اندھی ہے!'' ②

جو لوگ ایک ساتھ پلے بڑھے تھے، ایک ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے، جو ایک اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، جو ایک کلمہ پڑھتے تھے، وہ ایک دوسرے کے خلاف دشمنوں کی طرح صف آرا ہوئے اور تلوار اور تیروں سے ایک دوسرے کو مارا اور گھائل کیا، یہ نقشہ بھی

(۱) شرح نہج البلاغہ، مصر 1/ 80

(۲) شذرات الذهب، مصری 1/ 88

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے دیکھا، جنگ جمل جب ختم ہوئی تو بیس ہزار لاشیں ان کے سامنے تھیں اور میدان کارزار سے دس ہزار خاندانوں کے چراغ بجھ چکے تھے۔ اگلے سال سنہ 37 ھ میں فرات کے کنارے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ہوا، دولاکھ کے لگ بھگ مسلمان جمع تھے، بدر کے مشہور صحابی موجود تھے، قریش کے بہترین دماغ حاضر تھے۔ صفین کی قتل گاہ میں بھی ابن الحنفیہ والد ماجد کے علم بردار تھے، جس کو ''مصیبت عُمیاء'' سمجھتے تھے۔ اس ڈرامہ کے آخری سین کئی ماہ تک صفین کے میدان میں دیکھے، جنگ اپنی شدت اور تندہی میں بے مثال تھی، دولاکھ مُوحد اور مُسلم بھائی ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے تھے، قریش کے اصل خاندانی لوگ ختم ہو گئے، عرب شجاعت کا صفایا ہوگیا، ایک لاکھ مسلمان کٹ گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے یہ آوازیں ابن الحنفیہ کے کانوں میں گونجیں: مسلمانو! خدا سے ڈرو! خدا سے ڈرو! عورتوں کا کون نگہبان ہوگا؟ بچوں کی کون پرورش کرے گا؟ رومیوں سے کون مقابلہ کرے گا؟ دیلم اور ترکوں سے کون لڑے گا؟ تحکیم کی دستاویز ابن الحنفیہ کے سامنے لکھی گئی، خوارج کو جنم لیتے بھی ان کی آنکھوں نے دیکھا۔ خوارج جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے رُکن رکین تھے، بڑے قرآن خواں اور نماز گُزار، جن میں عبادت وریاضت کی شِدّت نے مَذہبی انانیت پیدا کر دی تھی، اور فِکری اعتدال بگاڑ دیا تھا، ان کی آنے والی غارت گری اور فساد فی الارض کے واقعات کا ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے گہرا مطالعہ کیا تھا۔ تحکیم کی دستاویز پر جب دستخط ہو گئے تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین سے کوفہ آ گئے اور سنہ 37 ھ سے سنہ 40 ھ تک جب حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا ان کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے یہ اڑھائی برس جس پریشانی، ناکامی اور ذہنی اذیت میں گذرے، ابن الحنفیہ ان میں برابر کے شریک تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دھواں دھار تقریروں، جہاد کی ترغیبوں اور دوسرے عمائدین فوج کی بے التفاتی، جنگ سے بد دلی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افسردگی و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناراضگی نے ان کے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ خود تو زبان کھول نہ سکتے تھے مگر مقربین خلافت سے کہتے کہ والد ماجد سے کہیں کہ لڑائی کی باتیں ختم کریں، اھل کوفہ سے امید اٹھالیں اور باقی زندگی امن و عافیت کی فضا میں گذار دیں۔ ①

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ وہ اعیان شہر جنہوں نے صِفّین کے بعد ایک وقتی فریب آرزو میں آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ترک موالات کیا تھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے جان دینے کو تیار ہو گئے اور ان کو مجبور کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنے نکلیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ دباؤ میں آ کر نکلے، پر اُن کا دل جنگ وقتال سے نافر تھا۔ اس نفرت کا سبب ان کے پہلے تجربات تھے۔ تاریخ سے تو نہیں معلوم، پر قرینہ اس بات کا پورا ہے کہ ابن الحنفیہ نے ان کو جنگ سے بچنے کی رائے ضرور دی ہوگی اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے صُلح کرنے کا مشورہ دیا ہوگا۔ ان کے دوسرے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے جو معاویہ رضی اللہ عنہ سے سمجھوتہ اپنے اور اپنے خاندان کے لیے باعثِ ننگ سمجھتے تھے۔ لیکن ابن الحنفیہ اور خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے میں ہزاروں مسلمانوں کی زندگی اور موت یا ان کے اتحاد اور اجتماعی سالمّیت کا سوال نہایت اہم تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کی بات چیت شروع کی تو خارجی ذہنیت کے ایک طبقہ نے بغاوت کر دی اور سرکاری خزانہ لوٹ لیا، اور خلیفہ پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر بھاگ نکلے۔ سنہ 41 ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ ان کے بعد ابن الحنفیہ اپنے دونوں بڑے بھائیوں (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) اور خاندان و موالی کے ساتھ عراق سے مدینہ آ گئے۔ مدینہ آ کر ابن الحنفیہ کی زندگی میں ایک نیا دور شروع ہوا۔ اب تک وہ ماموراور ماتحت رہے تھے، پہلے والد ماجد کے، پھر بڑے بھائی حسن کے۔ اب وہ آزاد تھے اور اپنی رائے اور تجربہ کے مطابق عمل کی راہ ان کے سامنے کھل گئی تھی، اجتماعی اور سیاسی

(۱) طبقات ابن سعد، لیدن، روایت محمد بن عمر واقدی 5 / 67، 68

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملات میں اپنے اجتہاد اور صوابدید سے کام لینے میں انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا۔ صفحات ذیل میں یہی واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ انہوں نے اپنے اجتہاد کو کس طرح استعمال کیا، اجتماعی و شخصی معاملات میں کیا روش اختیار کی اور خلافت کے حریفوں کے ساتھ ان کا طرز عمل کیا تھا۔ آسانی کے لیے اس بحث کو ذیل کے عنوانوں میں بانٹ دیا گیا ہے:

1۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے تعلقات

2۔ یزید سے تعلقات

3۔ مختار بن ابی عبید ثقفی سے تعلقات

4۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے تعلقات

5۔ عبدالملک رحمہ اللہ سے تعلقات

6۔ شخصی زندگی

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے تعلقات:

موت سے آٹھ سال پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی خلافت کے لیے مہم شروع کر دی تھی۔ اس کا سبب خود ان کے الفاظ میں یہ تھا کہ ''میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گلہ کو بے نگہبان نہیں چھوڑ سکتا'' اس وقت خلافت کے کئی امیدوار تھے: حضرت حسین، ابن زبیر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہم اور ابن الحنفیہ رحمہ اللہ۔ آخر الذکر دو کو چھوڑ کر باقی سب خلافت کے لیے عملاً کوشش کر رہے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اندیشہ تھا اور بجا طور پر کہ اگر وہ خلافت کا معاملہ مُعلّق چھوڑ کر مر گئے تو حریفانِ خلافت لڑیں گے اور ان کی لڑائیوں کے سامنے جمل اور صفین کی لڑائیاں گرد ہو جائیں گی، مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا، سرحد پار کے دُشمنوں کی بن آئے گی اور اسلامی حکومت کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ قریش کے کئی سمجھدار افراد نے جنہیں حکومت اور تدبیر امور کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجربہ تھا (جیسے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) رائے دی کہ یزید کو خلافت کے لیے نامزد کر دیا جائے۔ ان کی رائے میں یزید حکومت کی پوری پوری لیاقت رکھتا تھا۔ اس کو بچپن سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتظامی امور کو دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملا تھا، وہ سرکاری ماحول میں پلا بڑھا تھا، عمدہ تعلیم پائی تھی اور اپنے والد کی طرف سے کئی مہمیں سرانجام دے چکا تھا۔ سارے اسلامی قلمرو کے اربابِ رائے نے یزید کے نامزد ہونے کی تائید کی، صرف مدینہ سے مخالفت کی آواز اٹھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آخری ایامِ خلافت میں خود مدینہ گئے، قریشی لیڈروں سے ملے اور ان کے سامنے وہ اندیشے پیش کیے جن کا اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ سب یزید کی بیعت کے لیے تیار ہو گئے، کوئی خوشی خوشی، کوئی بادل ناخواستہ۔ ابن زبیر، حسین اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے بیعت سے انکار کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت یزید کے سلسلہ میں ابن الحنفیہ سے ملے تو مؤخر الذکر نے بطیب خاطر یزید کی بیعت کر لی اور اجتماعی یک جہتی کی خاطر اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کی پروا نہ کی۔ بلاذری کی ''انساب الاشراف'' میں ابن الحنفیہ کی بیعت، معاویہ رضی اللہ عنہ کی ان کے بارے میں رائے اور ان کے یزید سے تعلقات کے موضوع پر کافی مواد ملتا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یزید کے لیے بیعت کے لیے کہا تو ابن الحنفیہ نے برضا و رغبت بیعت کر لی، اس لیے معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے بہت ممنون تھے، ان کو تحفے اور نذرانے بھیجا کرتے اور کہتے: اکابر قریش میں محمد بن علی رحمہ اللہ (یعنی ابن الحنفیہ) سے زیادہ بُردبار، زیادہ عالم، زیادہ سنجیدہ مزاج، غرور، طیش اور آلودگی سے زیادہ پاک صاف کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ یزید بھی ابن الحنفیہ کی اس ادا کا قدردان تھا کہ انہوں نے بطیب خاطر اس کی بیعت کر لی تھی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو تب بھی اس نے ابن الحنفیہ کی طرف سے کوئی بری بات نہیں سنی اور ان کو اپنی بیعت پر قائم اور اپنے عہد و وفاداری پر ثابت قدم پایا اور اس لیے وہ ابن الحنفیہ کا پہلے سے زیادہ مداح ہو گیا اور ان کے ساتھ زیادہ لطف و محبت سے پیش آنے لگا۔ جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید کیے گئے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے خلافت کا دعویٰ کیا تو یزید نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو لکھا کہ تم سے ملنے کا مشتاق ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم دمشق آ کر مجھ سے ملاقات کرو۔ ابن الحنفیہ کے صاحبزادے عبداللہ کو اس دعوت کا علم ہوا تو انہوں نے کہا: ابا جی، آپ یزید کے پاس نہ جائیں، مجھے اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ ابن الحنفیہ نے صاحب زادے کی بات نہ مانی اور یزید سے ملنے دمشق چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو یزید نے ان کے لیے الگ محل میں رہائش کا انتظام کیا اور ایک معزز مہمان کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب دل کھول کر مہیا کیں۔ پھر ابن الحنفیہ کو ملاقات کے لیے بلایا اور بالکل اپنے پاس ان کو بٹھا کر کہا: حسین رضی اللہ عنہ کی موت پر خدا مجھے اور تمہیں اجر خیر عطا کرے! بخدا حسین رضی اللہ عنہ کا نقصان جتنا بھاری تمہارے لیے ہے اتنا ہی میرے لیے بھی ہے۔ اور ان کی موت سے جتنی اذیت تم کو ہوئی اتنی مجھے بھی ہوئی ہے۔ اگر ان کا معاملہ میرے سپرد ہوتا اور میں دیکھتا کہ ان کی موت کو اپنی انگلیاں کاٹ کر یا اپنی آنکھیں دے کر ٹال سکتا ہوں تو بلا مبالغہ ان کے لیے قربان کر دیتا، اگرچہ انہوں نے میرے ساتھ زیادتی کی اور پدری رشتہ کو ٹھکرا دیا۔ تم کو ضرور معلوم ہوگا کہ ہم پبلک میں حسین رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کرتے ہیں، بخدا یہ اس لیے نہیں کہ خاندان علی رضی اللہ عنہ کو عوام میں عزت و حرمت حاصل نہ ہو بلکہ اس سے ہم لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حکومت و خلافت کے معاملہ میں ہم کسی حریف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ باتیں سن کر ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے اور حسین رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اور اُن کے گناہ معاف کرے! یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ ہمارا نقصان تمہارا نقصان ہے اور ہماری محرومی تمہاری محرومی ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ اس بات کے مُستحق نہیں کہ تم اُن کو برا بھلا کہو اور برملا اُن کی مذمت کرو۔ امیر المومنین! میں درخواست کرتا ہوں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کیجیے جو مجھے ناگوار ہو۔ یزید بولا: چچا زاد بھائی! خاطر جمع رکھو، میں حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایسی کوئی بات نہ کہوں گا جس سے تمہارا دل دُکھے۔ اس کے بعد یزید نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ سے پوچھا مقروض تو نہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ یزید نے اپنے لڑکے خالد کو بلایا اور کہا بیٹا تمہارے چچا دھوکہ، سفلہ پن اور جھوٹ سے بالکل پاک صاف ہیں اگر اِن لوگوں سے (یعنی اہل دربار سے پوچھتا) تو ضرور کہتے کہ ہم اتنے مقروض ہیں۔ اس کے بعد یزید نے ابن الحنفیہ کو تین لاکھ درہم نذرانہ دیا جو انہوں نے لے لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پانچ لاکھ درہم نقد دیے اور ایک لاکھ کا سامان۔ یزید ابن الحنفیہ کے پاس ایک شاگرد کی حیثیت سے آتا اور ان سے قرآن و فقہ سے متعلق سوالات پوچھتا۔ جب ابن الحنفیہ الوداعی ملاقات کے لیے آئے تو یزید نے کہا: ابو القاسم! اگر تمہیں میری کوئی بات ناپسند ہو تو کہو، میں اسے چھوڑ دوں گا اور تمہارے کہنے پر عمل کروں گا۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: بخدا اگر میں نے کوئی بُرائی دیکھی ہوتی تو بھلا بےٹوکے کب رہتا۔ یقیناً تمہاری توجہ اس کی طرف مبذول کراتا۔ کیونکہ خدا نے اہل علم پر ذمہ داری عائد کی ہے کہ لوگوں کو ان کی برائیوں پر متنبہ کریں اور چشم پوشی سے کام نہ لیں۔ میں نے تم میں سب اچھی ہی باتیں دیکھی ہیں۔ اس کے بعد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ رُخصت ہو کر مدینہ چلے گئے۔

جب اہل مدینہ نے یزید سے بغاوت کی اور اس کی بیعت توڑ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف مائل ہو گئے اور ان کی سرکوبی کے لیے مسلم بن عقبہ شام سے فوج لے کر آیا تو عبداللہ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مطیع اکابر قریش و انصار کا ایک وفد لے کر ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ یزید کی بیعت توڑ کر ہمارے ساتھ اس سے لڑنے چلو۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: یزید سے کیوں لڑوں اور اس کی بیعت کس لیے توڑوں؟

ارکانِ وفد: اس لیے کہ وہ کافروں کے سے کام کرتا ہے، فاجر ہے، شراب پیتا ہے اور دین سے خارج ہو گیا ہے۔

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: خدا سے نہیں ڈرتے، کیا تم میں سے کسی نے اس کو ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے دیکھا ہے؟ میں اس کے ساتھ تم میں سے زیادہ رہا ہوں، میں نے تو اس کو ایسا برا کام کرتے نہیں دیکھا۔

وفد: تو کیا وہ تمہارے سامنے برے کام کرتا؟

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ: تو کیا اس نے تمہیں اپنے کرتوتوں سے باخبر کر دیا تھا؟ اگر اس نے بُرائیاں تمہارے سامنے کی تھیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم بھی ان میں شریک تھے اور اگر تمہارے سامنے نہیں کیں تو تم ایسی بات کہہ رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

یہ سُن کر ارکانِ وفد ڈرے کہ کہیں ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے عدم تعاون سے لوگ یزید کے خلاف شریکِ جنگ ہونے سے انکار نہ کر دیں۔ اس لیے انہوں نے کہا: اچھا اگر تم ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کے لیے تیار نہ ہو تو ہم تمہاری بیعت کرتے ہیں اور تمہیں خلیفہ بنانے کو تیار ہیں۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ: میں تو لڑوں گا نہیں، نہ تو اپنی خلافت کے لیے نہ کسی اور کی۔ (۱) وفد مایوس ہو گیا اور جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ دو ہزار کی ایک فوج تیار ہوئی جس میں زیادہ تر غلام، موالی اور فاقہ مست لوگ بھرتی ہوئے تھے جن کو یزید سے قطعاً دلچسپی نہ تھی، بلکہ اپنے مالکوں، آزاد کرنے والوں یا پیٹ سے مجبور ہو کر جمع ہو گئے تھے۔ اس فوج میں نہ ابن عباس تھے رضی اللہ عنہما، نہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نہ کوئی بڑا صحابی یا تابعی، فقیہ مدینہ سعد بن مسیب رحمہ اللہ بھی الگ رہے۔ بغاوت کے روح رواں یہ تین صحابی تھے: عبداللہ بن مطیع، ابراہیم بن نعیم اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ربیعہ۔ (۲)

ابن زبیر کئی سال پہلے یعنی یزید کی تخت نشینی کے بعد ہی مکہ جا چکے تھے۔ پہلے اُنہوں نے یہ نعرہ لگا کر لوگوں کو اپنے گرد جمع کیا کہ خلیفہ کا انتخاب بذریعہ شوریٰ ہوگا، پھر جب ان کی طاقت بڑھ گئی اور یزید کا انتقال ہو گیا تو وہ بغیر شوریٰ خود خلیفہ بن بیٹھے۔ یزید نے جو

(۱) اقتباس از انساب الاشراف بلاذری [مصور] جامعۃ دول العربیہ، قاہرہ
(۲) دیکھیے طبقات ابن سعد، ذکر عبداللہ بن مطیع مطبع 5 / 108107

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوج بھیجی وہ دراصل ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف تھی۔فوج کو حکم تھا کہ اگر اہل مدینہ اطاعت کا اقرار کریں تو ان سے تعرض نہ کیا جائے اور مکہ جا کر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی خبر لی جائے۔ بغاوت کے لیڈروں نے اطاعت سے انکار کر دیا کہ ہم شامی فوج کو شہر سے نہیں گذرنے دیں گے۔لڑائی شروع ہوئی اور بے دلی سے جنگ میں شریک ہونے والوں کے پیر پہلے دن ہی اکھڑ گئے بہت سے لڑتے ہوئے مارے گئے اور بہت سے بھاگ گئے۔خود فوج کے سرغنہ عبداللہ بن مطیع نے مکہ بھاگ کر پناہ لی۔تین دن تک بغاوت کرنے والوں کے گھر اور دکانوں کو لوٹا گیا، ہزاروں گھر برباد ہو گئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان پر کوئی آنچ نہیں آئی، بلکہ جو لوگ بھاگ کر ان کی پناہ میں آ گئے وہ بھی بچ گئے۔اس کا سبب ابن الحنفیہ رحمہ اللہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے علی رحمہ اللہ کی صلح جو پالیسی تھی۔مدینہ کے باغیوں کو سزا دے کر شامی فوجیں مکہ روانہ ہوگئیں۔وہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہما تیار بیٹھے تھے۔مکہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔چونسٹھ دن تک غیر فیصلہ کُن جنگ ہوئی تھی کہ یزید کے انتقال کی خبر آئی۔شامی فوجوں نے لڑائی بند کر دی اور شام کو لوٹ گئیں۔ اب ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی خلافت کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔یزید کے انتقال کے تین ماہ بعد تک اس کا بیٹا معاویہ خلیفہ رہا۔اس کے انتقال کے بعد مروان نے حکومت سنبھالی اور سنہ 65 ھ میں ان کے صاحبزادے عبدالملک رحمہ اللہ خلیفہ ہوئے۔سنہ 64 ھ سے 73 ھ تک کا زمانہ فتنہ اور ابتلاء کا دور کہلاتا ہے۔اس میں اسلامی حکومت کی وحدت ٹوٹ گئی تھی اور مسلمان تین طبقوں میں بٹ گئے تھے۔ایک طبقہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا وفادار تھا، ایک خلیفہ دمشق کا اور ایک مختار بن ابی عبید ثقفی کا، جس نے سنہ 60 ھ میں بمقام کوفہ شیعی حکومت قائم کر لی۔مختار سنہ 68 ھ تک برسر اقتدار رہا، ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا خاتمہ سنہ 73 ھ میں ہوا۔اس فتنہ کے زمانہ میں ابن الحنفیہ رحمہ اللہ مکمل طور پر غیر جانب دار رہے، نہ تو انھوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی اور نہ خلیفہ دمشق کی اور نہ مختار کا ساتھ دیا۔سنہ 73 ھ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما مارے گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عبد الملک رحمہ اللہ کا کوئی حریف باقی نہ رہا، ساری دنیا پھر ایک جھنڈے تلے آ گئی تب ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے بھی خوشی خوشی عبد الملک رحمہ اللہ کی بیعت کر لی۔

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے مُختار ثقفی سے تعلقات:

مختار، صحابی ابوعبید ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیٹا تھا۔ یہ وہی ابوعبید ہیں جن کو سنہ 13ھ میں حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فارسیوں سے لڑنے کے لیے بھیجا تھا اور جو کوفہ کے قریب ''جنگ جسر'' میں مارے گئے تھے۔ مُختار کی عمر اس وقت تیرہ چودہ برس کی تھی، والد کے بعد چچا کے ساتھ رہا اور غالباً فتوحاتِ عراق میں بھی شریک ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس کے چچا مدائن کے گورنر ہوئے تو ان کے ساتھ تھا۔ اس نے کوفہ میں گھر بنا لیا تھا اور کوفہ سے باہر ان کی جائداد بھی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس کا شمار وہاں کے معزز لوگوں میں ہوتا تھا۔ کوفہ کی حربی سیاست اور شورش پسند میلانات کا اس کو خوب تجربہ تھا، آدمی لائق، بڑا چرب زبان اور رعب دار تھا، حکومت و سیادت کی آرزو دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔ کوفہ کی آبادی میں تین طرح کے لوگ تھے: (1) اہل بیت کے ہوا خواہ جن کا رسوخ و اقتدار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد جاتا رہا تھا اور جو اس کی بازیافت کی لیے وقتاً فوقتاً کوشاں رہتے تھے (2) بنو امیہ کے وفادار (3) اور تیسرا طبقہ موالی اور غلاموں کا تھا جو ہر اس تحریک کو لبیک کہتا جس سے انہیں اجتماعی عزت اور اقتصادی فارغ البالی کی امید ہوتی۔ مختار نے موالی، غلاموں اور اہل بیت کے عقیدت مندوں کو ان مقاصد کا آلۂ کار بنانے کی ٹھانی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مہم خلافت سے تعاون کے الزام میں گرفتار ہوا (63ھ) اور قید کر دیا گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے بہنوئی تھے، اُنہوں نے یزید سے اس کی سفارش کی تو مختار رہا ہو کر مکہ آیا۔ وہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی آؤ بھگت کی، پھر وہ اپنے وطن طائف چلا گیا۔ ایک سال وہاں بیٹھ کر منصوبے بناتا رہا، پھر مکہ آیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی اس شرط پر بیعت کرنے کو تیار ہوا کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے مشورے سے کام کریں گے اور جب یزید کے خلاف کامیاب ہوں گے تو اس کو عراق کا گورنر بنا دیں گے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بادل نخواستہ شرط مان لی۔ اس وقت خارجی حالات کا دباؤ اُن پر سخت تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شامی فوجوں سے لڑائی میں مختار نہایت مہارت اور بے جگری سے لڑا اور ابن زبیر پر اپنی نیک نیتی کا سکہ بٹھا دیا۔ دورانِ جنگ یزید کا انتقال ہوا اور اس کی فوجیں شام واپس لوٹ گئیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما رسمی طور پر خلیفہ ہو گئے۔ مختار نے پانچ ماہ تک انتظار کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اپنا وعدہ پورا کریں اور اس کو کوئی بڑا عہدہ دیں لیکن ایسا نہ ہوا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اس کا دل کھٹا ہو گیا۔ اس نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا۔ ان کی آڑ لے کر وہ اپنے سیاسی مقصد میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ وہ ابن الحنفیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں کوفہ جا رہا ہوں وہاں حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام لوں گا اور آپ کے لیے حکومت حاصل کروں گا۔ ابن الحنفیہ ہر اس کام سے دور بھاگتے جس سے خوں ریزی ہوتی یا مسلمانوں میں تفرقہ پڑتا۔ انہوں نے کہا: یہ تو بلا شُبہ میری خواہش ہے کہ خدا ہماری مدد کرے اور ہمارا خون بہانے والوں کو تباہ کرے لیکن میں جنگ یا خوں ریزی کی اجازت نہیں دیتا۔ بس خدا ہمارے لیے کافی ہے، وہی ہماری مدد کرے گا، وہی ہمارا حق دلائے گا، وہی انتقام لے گا۔ (1)

یزید کے انتقال اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے اعلانِ خلافت سے اہلِ کوفہ کے حزبی میلانات میں جوش آ گیا۔ اس وقت وہاں چار پارٹیاں تھیں: ا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے وفادار 2۔ بنو امیہ کے ہوا خواہ جنہوں نے بظاہر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ مان لیا تھا لیکن دل میں ان کی طرف سے شک اور عدم اعتماد تھا 3۔ شیعان جو شام پر دھاوا بولنے کے لیے ہنگامہ خیز تیاریوں میں مصروف تھے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت سے تعاون نہیں کر رہے تھے 4۔ موالی اور غلام جو بظاہر اپنے آقاؤں کے ساتھ تھے لیکن دل سے ہر اس تحریک

(۱) انساب الاشراف بلاذری فلسطین 1936ھ 5/ 218

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں حصہ لینے کو تیار تھے جو اُن کی اجتماعی پستی اور معاشی بدحالی دور کرنے کی ضامن ہو۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پہلے دو گورنر سخت ناکام رہے تھے ان کے بعد بغاوت مدینہ کے سرغنہ ابن مطیع گورنر ہو کر آئے۔ وہ نرم اور بردبار آدمی تھے۔ کوفہ جیسے شہر میں جہاں وفاداریاں بٹی ہوئی تھیں، مذہبی لیڈروں کی گرفت سخت تھی اور حزبی میلان کا دھارا تُند اور تیز تھا اس لیے وہ حالات پر قابو نہ پا سکے اور شوریدہ سر عناصر پھیلنے پھولنے لگے۔ اگرچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مختار سے بددل ہو گیا تھا لیکن وہ کھل کر نہ تو ان سے روٹھا نہ ان کی بیعت توڑی۔ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کوفہ جانے کی اجازت مانگی جہاں اس کا گھر تھا اور جہاں اس کو رسوخ اور اقتدار حاصل تھا۔ اس نے کہا: میں وہاں کے الجھے حالات سلجھانے میں آپ کے گورنر کی مدد کروں گا اور کوشش کروں گا کہ سب لوگ آپ کے وفادار بن جائیں، پھر ان کی ایک بڑی فوج لے کر شام پر چڑھائی کر دوں گا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کوفہ جانے کی اجازت دے دی۔ ① کوفہ پہنچ کر مختار نے ابن مطیع پر ظاہر کیا کہ وہ ان کا معاون ہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا وفادار۔ شیعوں پر ظاہر کیا کہ وہ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کا نمائندہ ہے جو اُن کی مدد سے حکومت حاصل کرنے کی مہم پر مامور کیا گیا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ مجھے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے ایک ہدایت نامہ دیا ہے جس کے بموجب حکومت کی جدوجہد پر مجھے عمل کرنا ہے۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو اس نے وصی بن وصی کا لقب دیا اور ان کے فضل و تقویٰ کو خوب سراہا۔ بڑی چالاکی اور احتیاط سے اس نے مہم چلائی۔ شیعے فوج در فوج اس کی تحریک میں داخل ہو گئے۔ ان میں غلاموں اور موالی کی تعداد بہت تھی۔ چند ماہ میں اس کی قوت اتنی بڑھ گئی کہ ابن مطیع کو کوفہ چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ حکومت کوفہ پر مختار کا قبضہ ہو گیا۔ (66ھ) مُختار کی فتح شیعوں کی فتح تھی۔ شیعوں نے ان سب لوگوں سے انتقام لیا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مخالفت یا جنگ میں پیش پیش تھے۔ کچھ عرصہ بعد مختار نے ابن

(۱) دیکھیے انساب الاشراف، طبع فلسطین، 5/ 371، 372 و مروج الذہب مسعودی، طبع مصر 3/ 72

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیاد کو شکست دی۔ جو خلیفہ دمشق کی طرف سے اس کی حکومت اُلٹنے آرہا تھا۔ مُختار نے اس کا سر، ابن الحنفیہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ خوش ہوں اور اس کی تعریف کریں پر وہ نہ تو خوش ہوئے اور نہ اس کی تعریف کی۔ نہ اس خوں ریزی کی تعریف کی جو انتقام کے نام پر شیعہ کر رہے تھے۔ اس کے برخلاف وہ مختار کی شعبدہ بازیوں سے مُتنفر تھے۔ وہ ان باتوں سے بھی ناراض تھے جو مختار نے ان کی طرف منسوب کی تھیں۔ یعنی ان کو وصی بن وصی کا لقب دینا، خود کو ان کا مامور بتانا، اپنی کاروائی اور پالیسی کو ان کو طرف منسوب کرنا۔ ①

اس ضمن میں ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی سلامت روی اور ذہنی اعتدال کی دو مثالیں اور سُنیے۔ کوفہ میں جب مُختار کی قوت بڑھی اور بڑی تعداد میں شیعہ اس تحریک میں شریک ہونے لگے تو ان کا ایک وفد تحقیق حال کے لیے مکہ جا کر ابن الحنفیہ رحمہ اللہ سے ملا اور مختار کی سرگرمیوں کا ذکر کیا اور تصدیق چاہی۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: جیسا کہ آپ سب واقف ہیں ہم آزمائشوں پر صبر سے کام لے رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک مسلمان تک کی جان ناحق لے کر ساری دنیا کی حکومت حاصل کروں۔ بلا شُبہ میری آرزو ہے کہ خدا جس کے ذریعے چاہے ہمارا انتقام لے۔ لہٰذا آپ لوگ افترا پردازوں سے بچتے رہیے۔ اور خیال رکھیے کہ کہیں آپ کی روح یا آپ کا دین ان کے دھوکوں سے غارت نہ ہو جائے۔ ② مُختار کی شعبدہ بازیوں میں سے ایک شعبدہ بازی یہ بھی تھی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غیب داں سمجھتا تھا۔ دل سے نہیں بلکہ شیعوں کے دماغ میں ان کی فوق الانسان حیثیت کا رُعب قائم کرنے اور اس طرح ان کی وفاداری گاڑھی کرنے کے لیے اس نے ایک کُرسی حاصل کی جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے اور یہ مشہور کیا کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

(۱) دیکھیے طبقات ابن سعد 5/ 73

(۲) طبقات روایت واقدی 5/ 73

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا علم غیب سرایت کر گیا ہے۔ بہت جلد یہ کُرسی ایک ''ادارہ'' بن گئی جس سے ہر اہم کام میں برکت طلب کی جاتی تھی۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی مدد کے لیے کوفہ سے جو شیعہ مکہ آئے تھے انہوں نے ایک قدم آگے بڑھ کر ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو بھی غیب داں سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کو ڈانٹا ڈپٹا اور ایسے نا معقول اعتقاد کی مذمت کی اور کہا: ہم صرف اسی علم کے وارث ہوتے ہیں جو قرآن کی جلد میں پیش کیا گیا ہے۔ ①

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے تعلقات:

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب مدینہ میں یزید کے خلاف بغاوت کی تحریک اٹھائی تو ابن الحنفیہ رحمہ اللہ اس سے الگ رہے، پھر شامی فوجیں جب مدینہ کے قریب آ پہنچیں تو وہ شہر چھوڑ کر مکہ چلے گئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما (چچا) کے ساتھ ٹھہرے جو پہلے سے وہاں مقیم تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور یزید کی تاج پوشی کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں اپنی مہم خلافت چلانے آ گئے اور رات دن کعبہ میں عبادت کیا کرتے تھے۔ یزید کے انتقال پر انہوں نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا ہم اس وقت بیعت کریں گے جب سارے اسلامی صوبے اور کل مسلمان آپ کو خلیفہ مان لیں گے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما خفا ہو گئے، ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو بُرا بھلا کہا اور وقتاً فوقتاً ان کو ڈراتے دھمکاتے رہتے تھے۔ سنہ 65ھ میں جب مختار نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے مامور کی حیثیت سے کوفہ میں حکومت قائم کی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو سخت تشویش ہوئی کہ کہیں ابن الحنفیہ رحمہ اللہ حکومت وخلافت میں ان کے حریف نہ بن جائیں اس لیے انہوں نے گرفت سخت کی اور بیعت کرنے پر اصرار کیا لیکن ابن الحنفیہ رحمہ اللہ اپنے موقف سے نہیں ہٹے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے دھمکی دی کہ اگر تم بیعت نہیں

(۱) طبقات روایت ابو العریان مجاشعی 5/ 77

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرو گے تو میں تمہیں اور تمہارے کنبہ کو آگ میں جلا دوں گا۔ ساتھ ہی انہوں نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ اور ان کے متعلقین کو باہر ایک گھاٹی میں جس کا نام شعب علی تھا نکال دیا اور اس کی ناکہ بندی کرا دی۔ کسی کو ان کے پاس جانے کی اجازت نہ تھی۔ نہ وہ خود نکل سکتے تھے۔ اس موقع پر ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مشورہ لیا جو اس وقت طائف میں تھے جن کو بقول یعقوبی ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ سے نکال دیا تھا۔ (۱) ان کی رائے ہوئی کہ اس وقت تک بیعت نہ کی جائے جب تک مکہ اور دمشق کے دو حریفوں میں سے کوئی ایک سارے مسلمانوں کا خلیفہ نہ ہو جائے۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ پریشان تھے، کہیں ابن زبیر آگ میں جلانے کی دھمکی پوری نہ کر دکھائیں، اس لیے ان کا ارادہ ہوا کہ کوفہ جا کر پناہ لیں۔ مُختار کو اس ارادہ کی خبر ہوئی تو ڈرا، کہیں ان کے آنے سے بھانڈہ نہ پھوٹ جائے اور اس کی شعبدہ بازیوں کا پول نہ کھل جائے، لہٰذا اس نے ایک تقریر کی جس میں کہا کہ مہدی کی علامت یہ ہے کہ وہ کوفہ آئیں گے اور ایک شخص بازار میں ان پر وار کرے گا جس سے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ تقریر کے یہ الفاظ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو سنائے گئے اور انہوں نے کوفہ جانے کا خیال چھوڑ دیا۔ چند مشیروں کی رائے ہوئی کہ کوفہ کے شیعوں کو مدد کے لیے بلایا جائے۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے مدد کے لیے لکھا، مُختار نے چار ہزار ہوا خواہانِ اہل بیت کی ایک فوج بھیجی جن کے پاس ہتھیاروں کی جگہ ڈنڈے تھے۔ ان کی مدد سے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ شعب علی سے نکل کر منیٰ کے میدان میں فروکش ہوئے۔ کوفہ کی یہ فوج کئی برس ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے ساتھ رہی۔ (۲)

سنہ 68ھ میں مختار کا قصہ پاک ہوا اور عراق کی وسیع عملداری میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت تسلیم کر لی گئی تو انہوں نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو رام کرنے کی کوشش کی۔ ان کے

---

(۱) تاریخ یعقوبی لائیڈن 2/ 313

(۲) طبقات 5/ 74

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھائی عروہ یہ پیغام لے کر آئے: امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں بغیر بیعت لیے تمہیں نہیں چھوڑوں گا یا دوبارہ قید کر دوں گا۔ خدا نے اس کذاب (مختار) کو ٹھکانے لگا دیا جس کی مدد پر تم پھولے ہوئے تھے، سارے عراق کے مسلمانوں نے میری بیعت کر لی ہے، تم بھی کر لو ورنہ سمجھ لو میری تم سے لڑائی ہو گی۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے جواب میں پہلے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بے مروتی، ناحق شناسی اور فریب خوردگی کا شکوہ کیا پھر بولے: بخدا میں نے مختار کو نہ داعی بنا کر بھیجا تھا نہ ناصر بنا کر، بلکہ حق تو یہ ہے کہ مختار میری نسبت تمہارے بھائی کا زیادہ مقرب اور وفادار تھا، اگر وہ کذاب تھا تو تمہارے بھائی یہ سب جانتے ہوئے عرصہ تک اس کو اپنا مقرب بنائے رہے اور اگر وہ کذاب نہ تھا تب بھی تمہارے بھائی کو اس کا بہتر علم ہو گا۔ میرے دل میں مخالفت اور لڑائی کا داعیہ نہیں ہے، اگر ہوتا تو میں تمہارے بھائی کے قرب میں نہ رہتا اور اس کے پاس چلا جاتا جو مجھے بلا رہا ہے، لیکن میں نے اس کی دعوت رد کر دی ہے۔ بخدا تمہارے بھائی کا ایک بڑا حریف بھی موجود ہے (عبد الملک) جو ان کی طرح خلافت کا طالب ہے اور دونوں دنیا کے لیے لڑ رہے ہیں۔ زیادہ دیر نہیں جب عبد الملک تمہارے بھائی کی گردن دبائے ہو گا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ عبد الملک کا قرب تمہارے بھائی کے قرب سے بہتر ہے، عبد الملک نے مجھے بلایا ہے اور جو کچھ اس کے امکان میں ہے، سب میرے لیے کرنے کو تیار ہے۔ عروہ نے کہا کہ پھر دیر کیا ہے، کیوں نہیں چلے جاتے؟ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ: استخارہ کر رہا ہوں۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی نیک نیتی سے متاثر ہو کر عروہ اٹھے اور بھائی کو ساری گفتگو سنائی اور سفارش کی کہ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے خلاف کوئی کاروائی نہ کریں۔ عبد الملک کے پاس شام نہ جانے دیں اور دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے عروہ کا مشورہ مان لیا۔ [1]

(۱) طبقات 5/78

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے عبد الملک سے تعلقات:

عبد الملک دانشمند تھے، مسلمانوں کی اجتماعی سالمیت ان کو دل سے عزیز تھی، قتل وغیرہ سے جہاں تک ہو سکتا بچتے، فتنوں اور مخالفتوں کو وہ اکثر تالیف قلب اور معافی سے فرو کر دیتے۔ اوپر بیان ہوا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو مکہ سے باہر نکال دیا تھا اور شعب علی میں بند کر دیا تھا۔ عبد الملک کو اس کی خبر ہوئی تو انہیں افسوس ہوا۔ اس موقع کو انہوں نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی تالیف قلب اور اظہارِ ہمدردی کے لیے بہت مناسب سمجھا، شاید وہ اپنے موقف سے ہٹ جائیں اور ان کی بیعت کر لیں، چنانچہ انہوں نے ایک خط لکھا جس کے متعلق ہمارا راوی کہتا ہے کہ اگر وہ اپنے بچوں اور بھائیوں کو لکھتے تو اس سے زیادہ مہر و محبت کا اظہار نہ کرتے۔ خط کا مضمون تھا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تمہیں نظر بند کر دیا ہے، پدری رشتہ توڑ ڈالا ہے اور تمہاری حق تلفی کی ہے تاکہ تم مجبور ہو کر ان کی بیعت کر لو۔ تم نے اپنے دین کی سلامتی کے لیے یہی راستہ مناسب سمجھا۔ تم اپنے بھلے برے کو زیادہ بہتر سمجھتے ہو، میں اس خط میں تم کو شام آنے کی دعوت دیتا ہوں شام میں جہاں چاہو قیام کر سکتے ہو۔ میں تمہاری قدر و منزلت کروں گا۔ تمہارے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آوں گا اور تمہارے رُتبے کا پورا لحاظ رکھوں گا۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے شام جانے کا فیصلہ کر لیا۔ کئی ہزار آدمی اُن کے ساتھ تھے (کوفہ سے آئی فوج اور ان کے موالی اور غلام) بحر قلزم کے شہر ایلہ پہنچے تو یہ جگہ اتنی پسند آئی کہ سب نے یہیں قیام کا ارادہ کر لیا۔ ایلہ کے اموی گورنر اور عوام نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی بڑی آو بھگت اور خاطر تواضع کی۔ ان کی عمدہ سیرت سے لوگ اتنے متاثر ہوئے کہ وہ مرجع خاص و عام بن گئے۔ عبد الملک کو جب معلوم ہوا کہ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے ساتھ کئی ہزار آدمی اور ایلہ کے لوگوں میں ان کی مقبولیت روز افزوں ہے تو ان کے دل میں اندیشے سرگوشیاں کرنے لگے۔ ان کے مشیروں نے رائے دی کہ اگر ابن الحنفیہ رحمہ اللہ شام میں رہیں تو بیعت کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہیں ورنہ حجاز واپس چلے جائیں، بغیر بیعت ان کا قیام خطرہ کا باعث ہوگا۔ عبدالملک نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو یہ مراسلہ بھیجا: تم میرے مُلک میں آئے اور (دمشق سے) ایک دور افتادہ الگ تھلگ شہر (ایلہ) میں ٹھہرے۔ جیسا کہ تم جانتے ہو، میری ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑائی ہورہی ہے۔ تم سربرآوردہ اور ذی رُتبہ آدمی ہو، مصلحت اس میں ہے کہ تم اس وقت تک میری عملداری میں قیام نہ کرو جب تک میری بیعت نہ کرلو۔ اگر تم نے بیعت کرلی تو سو کشتیاں جو بحر قُلزم سے آئی ہیں اور ان میں جو کچھ ہے تُمھاری نذر کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ تم کو مزید بیس لاکھ درہم دوں گا۔ ان میں سے پندرہ لاکھ بلا تاخیر باقی پانچ لاکھ اس وظیفہ کے ساتھ ادا کردوں گا جو تم اپنے بچوں اپنے کنبہ والوں اور موالی و متبعین کے لیے مجھ سے لینا پسند کروگے۔ اگر تم بیعت کے لیے تیار نہ ہو تو میری عملداری چھوڑ دو اور کسی ایسی جگہ چلے جاو جہاں میری حکومت نہ ہو۔[1] اب سُنیے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کا جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد بن علی کی طرف سے عبدالملک بن مروان کو سلام علیک، اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ خلافت کے بارے میں بہت عرصہ سے تم کو میری رائے معلوم ہے اور میں اس رائے رکھنے والے کو احمق نہیں سمجھتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر سارے مسلمان میری خلافت پر متفق ہوجائیں اور صرف شرابی طبقہ متفق نہ ہو تو میں اپنا وفادار بنانے کے لیے نہ تو ان سے لڑوں اور نہ کبھی ان سے ترکِ موالاۃ کروں۔ مدینہ میں جو واقعات ہوئے (یزید کے خلاف بغاوت) ان سے الگ رہنے کے لیے میں مکہ چلا گیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قرب میں رہا۔ اُنھوں نے میرے ساتھ بد سلوکی کی اور چاہا کہ میں ان کی بیعت کرلوں، میں نے کہا میں بیعت اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک سب مسلمان تم کو خلیفہ نہ تسلیم کرلیں۔ پھر میں بھی وفاداری کا عہد کروں گا۔ اور میرا طرز عمل عام مسلمانوں کا سا ہوگا۔ پھر تم نے لکھا کہ میں تمہاری قلمرو میں آکر

(۱) طبقات روایت ابوطفیل 5/ 79

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہوں، میں آ گیا اور تمہارے ملک کے ایک دور افتادہ الگ تھلگ حصہ ایلہ میں مقیم ہوا۔ خدا گواہ ہے میرے دل میں مخالفت یا جھگڑے کا کوئی داعیہ نہیں ہے، میرے متعلقین میرے ساتھ آئے ہیں۔ ہم نے کہا اس ملک میں چیزیں سستی ہیں تم سے قریب رہیں گے اور تم سے مالی امداد حاصل کریں گے اب تم یہ باتیں لکھ رہے ہو، ہم لوٹے جاتے ہیں''۔ ①

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی جن کی تعداد ساٹھ ہزار تک بتائی جاتی ہے ایلہ سے چل دیے۔ جب مدین پہنچے جہاں عراق اور حجاز کے راستے ملتے تھے تو ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے بصرہ اور کوفہ سے آئے ہوئے لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانے کی اجازت دے دی اور خود لگ بھگ سو آدمیوں کے ساتھ مکہ آ کر شعب علی میں اُترے تین دن گذارے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے قاصدوں نے ان سے آ کر کہا کہ تم کو مکہ یا اس کے قرب و جوار میں رہنے کی اجازت نہیں ہے فوراً چلے جاو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما جن سے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو کافی تقویت تھی۔ اور جن کا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو خواہ ناخواہ لحاظ کرنا پڑتا تھا، مر چکے تھے۔ اس کے علاوہ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے اکثر محافظ عراق جا چکے تھے۔ انہوں نے مناسب سمجھا کہ سر زمین مکہ چھوڑ دیں اور تیس پینتیس میل مشرق میں طائف چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد ذوالقعدہ سنہ 72ھ میں عبدالملک کی طرف سے حجاج بن یوسف ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے آیا اور کئی ماہ مکہ کا محاصرہ کر کے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شکست دی اور ان کی خلافت کا خاتمہ ہوا (جمادی الآخریٰ سنہ 73ھ) مطلع صاف ہو گیا تو ابن الحنفیہ رحمہ اللہ طائف سے لوٹے، حج کیا اور پھر شعب علی میں مقیم ہو گئے۔ ②

ہمارے مورخ بتاتے ہیں کہ عبدالملک نے حجاج کو مکہ بھیجتے وقت تاکید کر دی تھی کہ

(۱) طبقات روایت ابوطفیل 5/ 79

(۲) طبقات روایات ابوطفیل 5/ 81

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ سے بالکل تعرض نہ کیا جائے اور کہا تھا کہ ان کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کا تمہیں اختیار نہیں ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی نو سالہ خلافت کے بعد مکہ اور مدینہ کے لوگوں نے عبدالملک کی بیعت کر لی ان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ بیعت کے بعد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ سے ملے اور کہا: اب کیا انتظار ہے، بیعت کرلو۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے یہ خط عبدالملک کو لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبدالملک بن مروان امیر المومنین کی خدمت میں محمد بن علی کی طرف سے، واضح ہو کہ جب میں نے دیکھا کہ خلافت کے معاملہ میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہے تو ان سے الگ ہو گیا، جب تم اجماع امت سے خلیفہ ہو گئے اور سب نے تمہاری بیعت کر لی تو میں نے بھی ایک مسلم فرد کی حیثیت سے تمہاری وفاداری کا عہد لے لیا۔ میں نے تمہارے لیے حجاج کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور اپنا عہد وفاداری ان کی معرفت بھیج دیا ہے۔ اب جب کہ سارے مسلمانوں نے بالاتفاق خلیفہ مان لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے متعلقین کی جان، مال اور حقوق کی ضمانت دو اور ایک عہد نامہ لکھو کہ ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ غدر و بے وفائی بُری بلا ہے۔ اگر تم نے یہ ضمانت نہ دی تو خدا کا ملک بہت بڑا ہے میں کہیں اور چلا جاوں گا۔ عبدالملک نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا اور انہوں نے کہا کہ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی سیرت ہمیشہ صُلح جو رہی ہے اور اب جب کہ اُنہوں نے وفاداری کا عہد لے لیا ہے اگر آپ ان کو مطلوبہ ضمانت دے دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ عبدالملک نے لکھا: میں تمہاری سیرت اور طرزِ عمل کا قدردان ہوں، ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی نسبت تم مجھے زیادہ عزیز ہو۔ ان کی نسبت ہمارا پدری رشتہ تم سے قریب تر ہے میں اس بات کا عہد کرتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضمانت دیتا ہوں کہ تمہارے یا تمہارے متعلقین کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہیں کیا جائے گا جو تم کو ناپسند ہو۔ تم مدینہ لوٹ جاؤ (یعنی مکہ سے) یا جہاں چاہے رہو، میں جب تک زندہ ہوں برابر تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔ [1] اس کے

(۱) طبقات روایت واقدی 5/82

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ عبدالملک نے ایک فرمان اپنے گورنر حجاز حجاج کو لکھا کہ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے ساتھ کوئی بدعنوانی نہ ہو اور ان کا پورا احترام کیا جائے۔

امن کی خاطر کوئی دس برس پردیس میں رہنے کے بعد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ مدینہ لوٹ آئے اور بقیع میں اپنے لیے ایک اچھا سا مکان لے کر رہنے لگے۔ کئی برس کے بعد جب ان کی مالی حالت خراب ہوگئی تو انہوں نے عبدالملک کو لکھا کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ عبدالملک نے اجازت دے دی اور ابن الحنفیہ سنہ 78ھ میں دمشق پہنچے۔ عبدالملک ان کی آمد سے بہت خوش ہوئے۔ اپنے محل کے قریب دوسرے محل میں ٹھہرادیا اور ان کی اور ان کے ساتھیوں کی خوب مدارات کی۔ عبدالملک سے اکثر دربار میں ملنے جاتے، عبدالملک التفات سے پیش آتے۔ کبھی ابن الحنفیہ رحمہ اللہ دربار میں دیر تک بیٹھتے اور کبھی مراسم آداب کے بعد لوٹ جاتے۔ انہیں آئے جب تین چار ہفتے گُذر گئے تو اُنہوں نے عبدالملک سے تنہائی میں ملاقات کی اور مالی زبوں حالی اور قرض کا تذکرہ کیا۔ عبدالملک نے قرض ادا کرنے کا وعدہ کرلیا اور پوچھا تمہارے سالانہ خرچ کے لیے کتنے پیسے درکار ہیں؟ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے ایک گوشوارہ تیار کیا جس میں اپنے، اپنے بچوں، اپنے موالی اور حاشیہ نشینوں کی سالانہ مالی ضروریات کی تفصیل تھی۔ عبدالملک نے ان کے اور ان کے بچوں کے وظیفے مقرر کردیے لیکن موالی کو وظیفہ دینے میں تامل ہوا۔ بہت بڑی رقم کا سوال تھا۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے اصرار کیا، عبدالملک نے ان کے وظیفے بھی مان لیے لیکن مقررہ رقم سے کم، ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے پھر زور ڈالا، عبدالملک کو بالآخر ان کی خواہش پوری کرنی پڑی۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ اپنے سارے مطالبات منوا کر مدینہ آگئے اور ڈھائی تین سال بعد سنہ 81ھ میں نفس مُطمئنہ لے کر دنیا سے رُخصت ہوئے۔

اب سُنئے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کا وہ مشورہ جو انہوں نے اہل بیت کے ایک ہوا خواہ کو دیا: ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ چونکہ آپ کے خاندان کو رسول اللہ ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قربت ہے میں اس سے عقیدت رکھتا ہوں، آپ کی محبت میں ہوا خوھانِ اہل بیت نے اور منجملہ ان کے میں نے جو کُلفتیں اُٹھائی ہیں ان سے عاجز آ کر میں نے ارادہ کیا ہے کہ جنگل میں نکل جاؤں اور باقی دن عبادت میں گذاروں۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ خارجیوں کے ساتھ ہو کر حکمرانوں (بنوامیّہ) سے لڑوں۔ اس باب میں اہل بیت کی رائے کا مجھے علم نہ تھا اس لیے میں نے یہ اقدام ملتوی رکھا ہے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ کی رائے معلوم کروں اور مشورہ کے مطابق عمل کروں۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ بولے: تم کو ایسی باتیں نہ سوچنا چاہئیں۔ ان سے تمہارے نام کو بٹہ لگے گا اور تمہارے مفاد کو نقصان پہنچے گا۔ تمہیں چاہیے کہ تعلیم قرآن کے مطابق عمل کرو، تمہارے بزرگوں نے اس سے ہدایت پائی ہے اور ان کے بعد آنے والے بھی اس سے ہدایت پائیں گے۔ ایمان کی قسم اگر تم ستائے گئے ہو تو تم سے بہتر لوگ بھی ستائے گئے ہیں۔ تم نے کہا کہ اگر اہل بیت کا موقف مجھ پر مخفی نہ ہوتا تو میں کسی جنگ میں نکل جاتا اور باقی عمر خدا کی عبادت میں گذار دیتا اور سب لوگوں سے بے تعلق ہو جاتا تو میری رائے ہے کہ تم ایسا نہ کرو کیونکہ یہ بدعت رہبانی ہے۔ میری جان کی قسم، اہل بیت کا موقف اس سورج سے زیادہ واضح اور روشن ہے۔ تم نے کہا کہ کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ خارجیوں کے ساتھ ہو کر اپنے حکمرانوں سے لڑوں، تو تم یہ بھی نہ کرو۔ امت محمد کا ساتھ نہ چھوڑو، ان لوگوں کے نقصان (یعنی بنوامیہ) سے ''تقیّہ'' کے ذریعہ بچتے رہو۔ اس نے پوچھا ''تقیّہ'' کی کیا حقیقت ہے؟ تو ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: جب وہ دعوت دیں (بیعت یا ملاقات کی) تو ان کی دعوت قبول کر لو اس طرح تمہاری جان اور دین کو خدا محفوظ رکھے گا اور تم اس دولت سے بھی متمتع ہوتے رہو گے جس کے تم زیادہ حق دار ہو۔ (۱)

ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کی صلح جوئی، امن پسندی اور حکومت و خلافت کے معاملہ میں

---

(۱) طبقات 5/69، 70

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استغناء کی مذکورہ تفصیلات پڑھ کر یہ خیال ہوسکتا ہے کہ وہ ایک تارک الدنیا اور عابد وزاہد آدمی ہی ہوں گے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ بعد کے لوگوں نے ان کو ولی، مہدی، غیب دان، اور اسی قسم کے لقب دیے ہیں۔ لیکن نہ وہ تارک الدنیا تھے اور نہ فنا فی العبادت، بلکہ ایک عملی انسان تھے۔ حکومت وخلافت سے ان کو نفرت نہ تھی لیکن اس کے حصول کے لیے تلوار اٹھانا وہ گناہ عظیم سمجھتے تھے۔ ہم نے اوپر دیکھا ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ اگر ساری دنیا کی حکومت مجھے ایک مسلمان کا خون بہا کر ملتی ہو تو میں نہ لوں۔ وہ ہر اس حکومت سے تعاون کرتے جس کو مسلمانوں کا اعتماد حاصل ہوتا خواہ اس کو چلانے والے ہر لحاظ سے عابد وزاہد اور صالح نہ ہوئے۔ وہ ہر اس تحریک سے کٹتے جو مسلمانوں میں تفرقہ اور انتشار پیدا کرتی۔ ان کو حکومت حاصل نہ ہوئی پھر بھی انہوں نے بڑی عزت اور آرام سے زندگی گذاری اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کو وہ انمول نعمت جس کو ''نفس مطمئنہ'' کہتے ہیں حاصل تھی۔ حکمران طبقہ میں وہ بہت سر بلند تھے کنبہ بڑا تھا اور ان کے موالی، غلاموں اور حاشیہ نشینوں کی تعداد بھی کافی تھی۔ معتقدین ان کو تحفے تحائف دیتے اور دمشق کی سرکار فیاضی سے مالی مدد کرتی۔ معاشی آسودگی میسر تھی، کھانے پینے کا معیار آمدنی کے مطابق تھا۔ طبقات ابن سعد کی متعدد روایتیں بتاتی ہیں کہ ساٹن اور دوسرے قیمتی کپڑوں کا لباس پہنتے تھے۔ داڑھی رنگتے، سُرمہ لگاتے اور مُختلف رنگوں کے عمامے باندھتے تھے۔ طبقات کا مصنف ''رجال'' کے ذکر میں تین باتوں کا التزام سے ذکر کرتا ہے: لباس، داڑھی کے رنگنے یا نہ رنگنے کا اور عبادت وریاضت کا۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے بیان میں ان کی کثرت نماز وروزہ کا ذکر نہ ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تشدد فی الدین یا غلو فی العبادۃ کے بھی قائل نہ تھے کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ اس سے مذہبی رعونت پیدا ہوتی ہے۔ جو نئے نئے فتنے اٹھاتی ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کے ٹکڑے کرتی ہے۔ ان کے سامنے خوارج کی مثال موجود تھی جو کثرت عبادت وریاضت سے مذہبی انانیت اور نفسیاتی عدم توازن کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکار ہو گئے تھے۔ ابن الحنفیہ رحمہ اللہ جنسی معاملات میں بھی معتدل تھے۔ اپنے عہد اور ماحول کے لحاظ سے وہ غیر معمولی روشن خیال یا یوں کہیے، غیر معمولی جری فکر بھی تھے۔ یعرفون الرجال بالحق ولا یعرفون الحق بالرجال کے خمیر سے ان کی ذہنی ساخت ہوئی تھی۔ ان کی جراتِ فکر اس درجہ تھی کہ وہ اپنے بزرگوں پر بے لاگ تبصرہ کرتے تھے۔ چند مثالیں سُنیے: منذر ثوری: میں نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کو کہتے سُنا کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر میں کسی دوسرے مسلمان کی نجات کی نہ تو شہادت دے سکتا ہوں نہ اس بات کی کہ وہ جنت میں جائے گا، اپنے والد تک کے لیے نہیں جنھوں نے مجھے پیدا کیا ہے"۔ ① ابو یعلی: جب ابن الحنفیہ رحمہ اللہ شعبِ علی میں فروکش تھے تو انہوں نے کہا: اگر میرے والد کے عہد میں یہ فتنہ ہوتا (خلافت کا جھگڑا) تو ان کے ٹھہرنے کی بھی جگہ یہی تھی۔ ② محمد اُزدی: ابن الحنفیہ رحمہ اللہ نے کہا: لوگوں نے خدا کو چھوڑ دیا ہے اور دو عرب گھرانوں (بنوھاشم اور بنوامیہ) کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ (طبقات 5/68)

(مطبوعہ اقبال اکتوبر سنہ 1959ء)

(۱) طبقات 5/68

(۲) طبقات 5/68

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اموی خلفاء وامراء

اور

اتباع کتاب وسنت

از: ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اموی خلفاء وامراء اور اتباع کتاب وسنت

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ صاحب نے ذیل کے اس مقالہ میں خلفاء بنی امیہ اور اُن کے اُمراء کی کتاب وسنت سے وابستگی اور شریعت کی پابندی کی مثالیں فراہم کی ہیں۔ اگر کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بنوامیہ کا پورا دور کتاب وسنت سے انحراف اور بغاوت کا دور تھا تو یہ ایک بے بنیاد اور غلط خیال ہے۔ اس مقالہ سے بھی اس کی تردید ہوتی ہے۔ لیکن مقالہ میں پیش کردہ متفرق واقعات اور مثالوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ دور بھی خلفاء راشدین کے دورِ مبارک کی طرح مثالی تھا۔ خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور اُن کا دورِ خلافت بالاتفاق اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے باوجود بنوامیہ کی خدمات اور اُن کے عظیم کارناموں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اُن کے خلاف بغض وعناد کا مظاہرہ جو کبھی کبھی ہوتا رہتا ہے، عقیدت ومحبت کے قلم سے تحریر کردہ یہ مقالہ، اُس کا جواب ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے جو واقعات پیش کیے ہیں اور اُن میں سے بعض کی جو توجیہ کی ہے یا اُن سے جو نتائج اخذ کیے ہیں اُن سے اختلاف کی گنجائش ہے۔ اس کے سنجیدہ اظہار کے لیے ''تحقیقاتِ اسلامی'' کے صفحات حاضر ہیں۔ (جلال الدین)

اسلامی تاریخ نگاری کے بدترین المیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اموی خلفائے عظام اور اُن کے اُمرائے کرام پر کتاب وسنت کی خلاف ورزی اور شریعتِ اسلامی سے انحراف کرنے کے سنگین الزامات لگا کر اُن کے پورے دورِ بابرکت کو غیر اسلامی قرار دیا گیا ہے اور وہ بھی تاریخ کی چند ضعیف وکمزور روایات واخبار کی بنا پر۔ ① حالانکہ تاریخ

(۱) متعدد بلکہ بیشتر علمائے برصغیر کا رجحان یہی ہے مثلاً ملاحظہ ہو قاری محمد طیب، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ مختلف علمائے کرام کی تحریریں جیسے شہید کربلا اور یزید، المرتضیٰ، خلافت وملوکیت وغیرہ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وتذکرہ کی ان ہی کتابوں میں ایسی روایات وواقعات بھی موجود ہیں جو اموی خلافت کی اسلامیت اور اس کے حکمرانوں کی اتباعِ کتاب وسنت کا ناقابلِ تردید ثبوت بھی وافر مقدار میں فراہم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں تمام اسلامی مؤرخین اس حقیقت کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ تاریخی روایات کی بہ نسبت حدیثی روایات زیادہ مستحکم، مدلل اور ثقہ ہیں۔ لہٰذا تصادم کی صورت میں خاص کر اور عام حالات میں بالعموم روایات واحادیثِ محدثین کو اخبار ومرویاتِ مؤرخین پر ترجیح دی جانی چاہیے۔ ① لیکن عملاً ہوتا یہ ہے کہ وہ بڑی آسانی سے احادیث کے مجموعوں میں موجود روایات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس مقالہ کی بنیاد ثقہ احادیث اور مستند تاریخی روایات پر رکھی گئی ہے تا کہ تصویر کا دوسرا حسین وجمیل رُخ بھی پیش کیا جا سکے کیونکہ اس کا پہلا مکروہ وغیر مستند رُخ تو بالعموم پیش کیا ہی جاتا رہا ہے۔

ان روایات واحادیث کے علاوہ جو اولین محدثین کرام نے اموی خلفاء وامراء سے روایت کی ہیں بہت سی روایات واحادیث میں کتاب وسنت پر نہ صرف ان کے عمل وتعامل کا ذکر ملتا ہے بلکہ اس بات کا بھی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ انہوں نے علماء وقت اور امامانِ عصر کے دوش بدوش عوام الناس کو ان دونوں مآخذِ شریعتِ اسلامی سے جوڑے رکھنے کی مخلصانہ جدوجہد کی۔ ان میں سے متعدد روایات، آثار اور احادیث کا تعلق اُن کے اجتہاد اور مجتہدانہ فکری کاوشوں سے بھی ہے۔ ان کے استناد اور قبولیت کا اندازہ محض اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ تمام محدثین کرام نے ایسی تمام روایات واحادیث سے سند لی ہے اور ان کی بنا پر مسائل واحکام کا استنباط کیا ہے۔ لہٰذا ان کی ثقاہت اور اعتبار کے بارے میں کسی قسم کا شبہ نہیں پیدا ہوتا۔ ان روایات وآثار کا محض صحاح وسنن میں بار

---

(۱) مثلاً مولانا شبلی، سیرت النبی، اعظم گڑھ سنہ ۱۹۸۸ء جلد اول کا مقدمہ اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی، عثمان ذوالنورین، دہلی سنہ ۱۹۸۷ء کا مقدمہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانا ہی ان کے اعتبار کے لیے کافی تھا اس سے آگے کی بات یہ ہے کہ ان سے محدثین وفقہاء نے استناد واستنباط کیا ہے۔① ان نکات کی مزید تشریح وتحکیم بعد کی بحث میں آئے گی۔

اصل بحث سے قبل ایک اہم نکتہ یہ بھی زیر غور رہنا ضروری ہے کہ اموی خلفاء وامراء کے تمسکِ کتاب وسنت کے بارے میں منقول روایات کا دائرہ بہت وسیع ہے، وہ شریعت وفقہ کے تمام ابواب، دین واسلام کے تمام میادین اور زندگی وتہذیب کی جملہ بارگاہوں سے متعلق ہیں۔ چونکہ موضوعاتی بحث وتمحیص دقت طلب ہونے کے ساتھ تفصیل کی متقاضی ہے، لہٰذا اس کی گنجائش اس مختصر مقالہ میں نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اختصار کے ساتھ چندمثالوں پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا۔②

ایک کوشش یہ بھی رہے گی کہ جہاں اموی خلفاء کرام اور ان کے امرائے عظام کی اتباعِ قرآن وسنت کی مثالیں دی جائیں گی وہیں بعض معاملات میں ان کی مبینہ خلاف ورزی اور کتاب وسنت سے انحراف کے متعلق روایات خصوصاً ان روایات کے بارے میں معاندین ومخالفین کی آراء وتحلیلی تجزیہ کا حوالہ بھی آتا رہے گا۔ اصل بحث کو پیش کرنے کی کئی صورتیں ہیں لیکن زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اموی خلفائے عظام کا ذکرِ خیر زمانی ترتیب کے ساتھ کیا جائے پھر تمام امرائے کرام کا اور آخر میں ایک تجزیاتی بحث میں تمام نکات کو سمیٹ لیا جائے۔

خلافت اموی کے اولین خلیفۂ راشد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ کی ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے

(۱) امام مالک نے موطا میں قدم قدم پر اموی امراء سے استناد کیا ہے لیکن اُن پر یہ الزام لگا دیا جاتا ہے کہ وہ عرفِ مدینہ کو حدیث نبوی پر ترجیح دیتے تھے، حالانکہ یہ قطعی غلط اور سطحی الزام ہے۔ اگلے صفحات میں ایسے استناد کی متعدد مثالیں آرہی ہیں۔ ایک دلچسپ حال یہ ہے کہ امام طبری نے تہذیب الآثار میں مسلمہ بن عبدالملک امیر ثغورِ شاقی کے معاہدوں سے استناد کیا ہے اور امیر موصوف کو ائمہ اسلام میں شمار کیا ہے۔

(۲) ان شاء اللہ بعد میں بعض دوسرے مقامات ورسائل کی شکل میں اس موضوع پر بحث کی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج کے دوران اہلِ مدینہ کے سامنے ان کے علماء کرام کو مخاطب کر کے یومِ عاشورہ کے نفل روزہ رکھنے کی سنت سے باخبر کیا جس پر ظاہر ہے کہ ان کا عمل تھا اور روایت کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہرِ نبوی میں اس مسئلہ پر کچھ نہ کچھ تساہل پیدا ہو گیا تھا۔ ① اسی نوعیت کی ایک وہ روایت ہے جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ مدینہ اور ان کے علماء کرام کو عورتوں کے بالوں کی ایک خاص آرائش کے سبب حدیث نبوی سے آگاہ کر کے ان کو کتاب وسنت سے تمسک کی دعوت دی تھی۔ ② ان کی غیرتِ ایمانی اور حدیث وکتاب وسنت سے تمسک کی ایک اور شاہد روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بیان کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سہمی رضی اللہ عنہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے طرفدار اور امیر بھی رہے تھے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب بنو قحطان میں سے ایک بادشاہ ہوگا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عالم غضب میں خطبہ دیا اور حمد وثنا کے بعد سخت الفاظ میں تنبیہ کی کہ بعض لوگ ایسی احادیث بیان کر رہے ہیں جو نہ تو کتاب اللہ میں ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہیں لہٰذا ایسے جاہلوں اور ان کی گمراہ کن آرزوؤں اور بے سند تمناؤں سے گریز کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ معاملہ (خلافت) قریش میں اس وقت تک رہے گا جب تک وہ دین کو قائم کریں گے اور جو کوئی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ رسوا اور ذلیل کرے گا۔ ③

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام مسلم رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ

---

(۱) امام مالک، موطا، کتاب الصیام، صیام یوم عاشورہ، سیوطی، تنویر، بخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء (مطبعہ ۵۷/۳)

(۲) موطا، کتاب الجامع، السنۃ فی الشعر ۳/۴۔۱۲۳

(۳) بخاری، کتاب بدء الخلق، باب مناقب قریش، کتاب الاحکام، باب الامراء من قریش ۴/۸۔۲۱۷ اور ۹/۸۔۷۷ بالترتیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت سائب بن اختِ نمر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے مقصورہ میں نمازِ جمعہ پڑھی اور امام کے سلام پھیرتے ہی انہوں نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نمازِ سنت پڑھ لی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ واپس محل پہنچے تو اُن کو بلا کر کہا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ جب تم نمازِ جمعہ پڑھ لو تو اس کو کسی دوسری نماز سے نہ ملاؤ بلکہ بات کر کے یا باہر نکل کر کے ان میں فرق کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان ہے۔ ① امام ابوداود رحمہ اللہ کی ایک حدیث ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی بیان کی کہ اگر تم لوگوں کے پوشیدہ کاموں / باتوں کی ٹوہ لگاؤ گے تو اُن کو خراب کر دو گے یا خرابی کے قریب پہنچا دو گے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ معاویہ نے جو کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نفع پہنچایا۔ ②

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج وعمرہ کے قران کو منع کرتے تھے اور اس ممانعت کو بعض دوسری منہیاتِ نبوی کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قران کے بارے میں جب اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اُن کے نسیان پر محمول کیا۔ دراصل روایات واحادیث میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے متعدد خلفاء کرام جیسے حضرات عمر وعثمان رضی اللہ عنہما بھی تمتع کے خلاف تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی۔ ③ اسی طرح وہ روزوں کے تقدم کو بھی حدیث نبوی کے سبب صحیح سمجھتے تھے اور اس پر عمل کیا کرتے

---

(۱) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجمعہ، باب الصلوٰۃ بعد الجمعہ (مطبعہ ۶۰۱/۲)

(۲) ابوداؤد، سنن، کتاب الادب، باب فی النہی عن التجسس (مطبعہ ۲۷۳/۴)

(۳) ابوداود، کتاب الحج، باب فی افراد الحج ۱۵۷/۲۔ متعدد احادیث نبوی اور آثارِ صحابہ کرام سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو مسلک تھے۔ حضرات عمر وعثمان اور معاویہ رضی اللہ عنہم کا مسلک یہ تھا کہ قران وتمتع صحیح نہیں ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہے جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک تمتع وقران کے جواز کا تھا۔ ملاحظہ ہو بخاری کتاب الحج، باب الطواف علی الوضوء، نسائی کتاب المناسک، التمتع خاص کر ترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی التمتع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ① فرمان نبوی کے سبب ہی وہ تا قیامِ قیامت ہجرت کی اجازت دیتے تھے۔ ②
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے تو ان سے حدیث سنانے کی فرمائش کی اور ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کو لکھ لیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اپنی حدیث میں سے کچھ بھی لکھنے سے منع فرمایا ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مٹا دیا۔ ③ نماز میں غلطی کی تو لوگوں کی تنبیہ پر سجدۂ سہو کر کے فرمایا کہ یہی حکمِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اذان کے کلمات سن کر اُن کو حدیث نبوی کے مطابق دہراتے تھے۔ ④ غرض کہ وہ تمام دینی امور میں کتاب وسنت پر عمل کرتے تھے۔

سیاسی اور ریاستی اُمور میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کتاب وسنت کا پورا پاس کرتے تھے اور جوں ہی کوئی حکم معلوم ہوتا اس پر عمل کرتے۔ حضرت عمرو بن مرہ نے ایک بار ان سے کہا کہ جو امام وحکمراں اپنا دروازہ ضرورت مندوں، دوستوں اور مسکینوں پر بند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ حدیث نبوی سنتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کا تقرر صرف اس غرض سے کیا کہ وہ لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کی فکر کرتا رہے۔ ⑤ ایک شخص نے دوسرے شخص کا دانت توڑ دیا، حضرت

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الصیام، باب فی التقدم ۲/۲۹۹، ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی صیام یوم الشک ۱/۵۲۷

(۲) ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الہجرۃ ہل انقطعت ۳/۳

(۳) ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی کتابۃ العلم ۳/۳۱۸-۹

(۴) نسائی، کتاب السہو، باب مایفعل من نسی شیئا من صلاتہ (مطبعہ ۳/۳۳-۴) نیز نسائی کتاب الاذان، القول مثل مایتشہد الموذن ۲/۲۴۵؛ القول إذا قال الموذن حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح ۲/۲۵

(۵) ترمذی، سنن، ابواب الاحکام، باب ما جاء فی امام الرعیہ (مطبعہ ۱/۴۹۸) ابوداؤد، کتاب الخراج والامارۃ والفئی، باب فیما یلزم الامام من امر الرعیۃ والحجۃ منہ ۳/۱۳۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ شرعی کرنا چاہا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی بیان کی کہ اگر کسی شخص کو جسمانی آزار پہنچے اور وہ صدقہ کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کی ایک خطا مٹا دیتا ہے۔ مجروح نے یہ سن کر جارح کا جرم معاف کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارا نقصان نہ ہونے دوں گا اور اس کو مال دلوایا۔ ① حضرت سلیم بن عامر کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہلِ روم کے درمیان معاہدہ برقرار تھا کہ اسی دوران حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے علاقہ کی طرف کوچ کیا کہ مدت ختم ہوتے ہی ان پر حملہ کریں۔ حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ نے ان کو حدیث سنائی کہ مدتِ معاہدہ ختم ہونے کے بعد اس کو منسوخ کرنے کی اطلاع دینے کے بعد ہی اُن پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوج کے ساتھ فوراً واپس ہوئے۔ ② حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شرف کی بات ہے کہ وہ جن مسائل وامور میں لاعلم ہوتے تھے ان کے باب میں اہلِ علم سے معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی فیصلے کرتے تھے چنانچہ ایک بار ایک قاتل کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پا کر قتل کا ارتکاب کیا تھا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور دادا کے حصۂ ترکہ کے بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا تھا اور پھر اسی کے مطابق عمل کیا تھا۔ ③

دوسرے اموی خلیفہ یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کی بابت عام طور سے روایات واحادیث نہیں ملتی ہیں جو ان کی اتباعِ کتاب وسنت پر دلالت کریں سوائے حافظ ابن کثیر

(۱) ترمذی، ابواب الدیات، باب ماجاء فی العفو ار ۵۲۴

(۲) ترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فی العذر ا/ ۳۔۵۹۲؛ ابوداؤد کتاب الجہاد، باب الامام یکون بینہ وبین العدو عہد فیسیر الیہ ۳/ ۸۳

(۳) امام مالک، موطا، کتاب الاقضیۃ، القضاء فیمن وجد مع امرأتہ رجلا ۲/ ۲۱۲، کتاب الفرائض میراث الجد ۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نقل کردہ چند روایات کے۔ ان روایات سے اموی خلیفہ کی کتاب وسنت پر عمومی مداومت کا پتہ چلتا ہے اور ان میں سے بعض حضرت محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کی عینی شہادت پر مبنی ہے۔ ① دراصل خلافت یزیدی کے تقریباً چار سالہ دور پر تین واقعات، کربلا، حرہ اور مکہ ــــ کا سایہ اتنا گہرا اور ان کا کہرا اتنا زبردست ہے کہ بقیہ تمام واقعات وروایات نہ صرف پس منظر میں چلے گئے ہیں بلکہ پردۂ عدم میں چھپ گئے ہیں۔ لہٰذا اُن کی بازیافت خاصی محال نظر آتی ہے اور بروقت ناممکن بھی۔ ② تیسرے خلیفہ معاویہ بن یزید کا عہد اتنا مختصر ہے کہ روایات واحادیث کا ان کے باب میں حوالہ بالکل صفر ہے لیکن بہرحال وہ اپنے مطعون باپ سے زیادہ خوش نصیب ہیں کہ ان کی دینداری اور تقویٰ اور پابندئ شریعت کا عام طور سے اعتراف کیا جاتا ہے۔ ③

اموی خلافت کے دورِ ثانی یعنی عہدِ مروانی کے کئی خلفائے کرام کے بارے میں روایات واحادیث میں وافر مواد موجود ہے خاص کر بانیٔ خاندان ذی شان حضرت مروان بن حکم اموی رضی اللہ عنہ اور اموی خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حوالہ سے۔ بعض دوسرے خلفائے خاندانِ مروان جیسے عبدالملک، ولید، سلیمان، ہشام وغیرہ کے بارے میں بھی اکا دکا روایات وآثار مل جاتے ہیں۔ روایات واحادیث کی کمی یا فقدان اس بنا پر نہیں ہے کہ اموی خلفائے کرام کتاب وسنت پر عمل پیرا نہ تھے بلکہ یہ

(۱) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مطبعۃ السعادۃ غیر مورخہ، ہشتم ۲۳۳۔ حافظ ابن کثیر نے اس سے قبل اور بعد بعض متناقض روایات بھی نقل کی ہیں۔ لیکن خلیفہ یزید کی روایتِ حدیثِ نبوی، سنت نبوی اور سنت فاروقی پر عمل اور متعدد خصالِ محمودہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ۲۳۶۔۲۲۶

(۲) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ہشتم ۲۲۵۔۱۴۶۔ نیز تاریخ طبری وغیرہ کے متعلقہ ابواب ومباحث

(۳) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ہشتم ۳۸۔۲۳۷، نے ان کو مردِ صالح وناسک کہا ہے اور حضرت ابوزرعہ دمشقی کے حوالہ سے معاویہ بن یزید اور ان کے دونوں بھائیوں عبدالرحمن اور خالد کو ''صالحي القوم'' میں شمار کیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حقیقت روایاتِ تاریخ اور احادیث نبوی دونوں سے ثابت ہوتی ہے کہ ان کے بعض انحرافات اور تفردات کے باوجود وہ خود اور اُن کا عہد مجموعی طور سے کتاب وسنت کا پابند تھا اور شریعت اسلامی کی عملداری پوری طرح جاری وساری تھی۔ بعض انحرافات وغیر شرعی مساعی سے یکسر انکار ناممکن ہے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں سے بیشتر بلکہ ان کی غالب اکثریت کا تعلق اجتہادات سے تھا۔ خواہ وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہادات ہوں یا تابعی فقہاء اور علماء کے فقہی اقوال وآراء ہوں۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس کا تعلق اموی عہد میں اجتہاد کے ارتقاء سے ہے اور اس پر زیادہ مدلل بحث اور مفصل احادیث وروایات اسی سے متعلق بحث میں ملیں گی۔ (۱)

حضرت مروان بن الحکم اموی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو تصویریں ملتی ہیں۔ ایک تو وہ مکروہ تصویر ہے جو تاریخی روایات کی غیر محتاط تعبیر اور غیر متقیانہ تحلیل کے نتیجہ میں ابھرتی ہے اور جس کو زیادہ شہرت حاصل ہے اور دوسری وہ خوبصورت و دلنشیں تصویر ہے جو احادیث وآثار سے زیادہ تر اور تاریخی روایات واخبار سے کسی حد تک آنکھوں کے سامنے آتی ہے۔ ان دونوں کا تقابلی مطالعہ دلچسپ اور بصیرت افروز ہونے کے علاوہ اسلامی شریعت کے تقاضے، کتاب وسنت کے مطالبے، تاریخ وسوانح کے معیار، اخلاق وتقویٰ اور صحیح دینداری کے عنصر کے مطابق ہوگا۔ (۲) بہرکیف حضرت مروانِ اول کی

(۱) اس بحث کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کا طویل مقالہ ''اموی خلافت میں اجتہاد کا ارتقا'' پیش کردہ اجتہاد سمینار پٹنہ مورخہ ۲۔۳/ اپریل سنہ ۱۹۹۴ء جو عنقریب شائع ہوگا۔

(۲) مثلاً امام مالک نے ان کو حضرات عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کے ساتھ اور ان کے درجہ کا عالم قرار دے کر جماعتِ علماء میں شمار کیا ہے جن سے اہم معاملاتِ دین میں رجوع کیا جاتا تھا۔ ملاحظہ ہو، موطا، کتاب الحج، ماجاء فیمن احصر بغیر عدو ا/ ۳۳۰۔ متعدد محدثین کرام نے ان سے روایات لی ہیں جیسے امام مالک، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی وغیرہ تمام اکابر شامل ہیں۔ نیز بلاذری، انساب الاشراف یروشلم سہ پنجم ص ۲۵، ان کے معاصرین ان کو فقیہ ومفسر اور خلافت وامامت کا اہل اور متقی وباکردار سمجھتے تھے۔ ان شاء اللہ جلد ہی یہ تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پابندیٔ کتاب وسنت کی مثالیں روایات واحادیث میں بکثرت ملتی ہیں اور ان کا تعلق تقریباً تمام میادینِ حیات سے ہے۔

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کی مانند حضرت مروان رضی اللہ عنہ بھی مسِ ذکر سے وضو واجب ہونے کے قائل محض سنت وحدیث کی ایک قسم کی روایات کے سبب تھے۔ ① مشہور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک روایت ہی کے سبب اس کے قائل تھے کہ اگر جنبی شخص فجر سے قبل غسلِ طہارت نہ کر لے تو روزہ نہ رکھے۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے دو ازواجِ مطہرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کرائی کہ جنبی روزہ رکھ سکتا ہے، اور پھر اس حدیث سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو باقاعدہ دو معتبر شخص بھیج کر آگاہ کرایا۔ ② مطلقہ کے عدت گزارنے کے مقام کے بارے میں حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث اور معاملہ سے متاثر ہو کر کئی فیصلے کیے کہ مطلقہ کو شوہر کے گھر کے علاوہ دوسری جگہ عدت گزارنے کی اجازت دے دی لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو صحیح صورتِ حال، صحیح حکم نبوی اور حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے شاذ حکم کی طرف توجہ دلائی تو اُنہوں نے فی الفور اپنے فیصلوں سے رجوع کر کے صحیح حدیث پر عمل کو نافذ کیا۔ ③ امام مالک رحمہ اللہ جیسے محدثین ہی کا بیان ہے کہ ایک

(۱) موطا کتاب الطہارۃ، باب تنویر ۱/ ۶۴؛ ابن ماجہ کتاب الطہارۃ وسننہا، باب الوضوء من مس الذکر ۱/ ۱۶۱ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرات عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور تابعین میں حضرات سالم بن عبداللہ اور عروہ بن زبیر وغیرہ اس کے قائل تھے۔

(۲) بخاری، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنبا ۳/ ۳۸، مالک، کتاب الصیام، ماجاء فی صیام الذی یصبح جنبا فی رمضان ۱/ ۳۰۷۔ ۲۷۲، مسلم، کتاب الصیام، باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر وھو جنب ۸۰۔ ۷۷۹

(۳) مالک، کتاب الطلاق، ماجاء فی عدۃ المرأۃ فی بیتہا اذا طلقت فیہ ۲/ ۹۹۔ ۹۷، بخاری، کتاب الطلاق، باب قصۃ فاطمۃ بنت قیس ۷/ ۴۷ سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ ص، ابوداؤد کتاب الطلاق، باب من انکر ذلک علی فاطمۃ ۲/ ۹۔ ۲۸۸، نسائی، کتاب النکاح، تزوج المولی القریبۃ ۶/ ۶۳۔ ۶۲، کتاب الطلاق، نفقۃ الحامل المبتوتۃ ۶/ ۱۱۔ ۲۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاروباری معاملہ میں حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے تجارت کی اجازت دی تھی لیکن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فتوے اور نقلِ حدیث نبوی کے بعد انہوں نے اپنا حکم منسوخ کر کے حکمِ شرعی نافذ کیا۔ (۱) خاندانِ بنی ابی معیط کے ایک نوجوان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ اُنہوں نے اس کو ضرب کاری لگائی ہے لیکن جب حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے صحابیٔ موصوف سے صحیح صورتِ حال اور صحیح حدیث نبوی سنی تو سکوت اختیار کر کے مقدمہ برخاست کر دیا۔ (۲)

حضرت مروان بن حکم اموی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض روایات کی ادھوری تحلیل کی بنا پر یہ تو مشہور کیا گیا ہے کہ انہوں نے نمازِ عید سے قبل خطبہ دینے کی بدعت اور خلافِ سنت حرکت کی تھی۔ لیکن اس کے اسباب واثرات کا حوالہ نہیں دیا گیا کہ اس سے ان کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے قبل خطبہ اس لیے دیا تھا کہ بقول / بروایتِ امام بخاری رحمہ اللہ لوگ نماز کے بعد خطبہ کے لیے نہیں بیٹھے رہا کرتے تھے اس لیے انہوں نے اس کو نماز سے قبل کر دیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ایک اجتہادی غلطی کہی جا سکتی ہے لیکن بدعت وانحرافِ سنت ہرگز نہیں کہ یہ تنہا ایک واقعہ تھا اور صحیح صورتِ حال جاننے کے بعد انہوں نے پھر ایسا کبھی نہیں کیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے نمازِ عید سے قبل اذان اور خطبہ دونوں اجتہاداتِ ذاتی سے شروع کیے اور

---

(۱) مالک، کتاب البیوع، العینۃ وما یشبھھا ۲/ ۶۴۱۔ ۶۴۰، مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض ۳/ ۱۶۲

(۲) بخاری، ابواب سترۃ المصلی، باب یرد المصلی من مربین یدیہ ۱/ ۳۶۔ ۱۳۵۔ مسلم، کتاب الصلوٰۃ باب منع المارّ بین یدی المصلی ۱/ ۶۳۔ ۳۶۲، ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب مایؤمر المصلی ان یدرأ عن الممر بین یدیہ ۱/ ۱۸۶، ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی صلاۃ العیدین قبل الخطبۃ ۲/ ۴۱۱، ابواب الفتن، باب فی تغییر المنکر بالید او باللسان او بالقلب ۱/ ۸۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد میں حدیثِ صحیح کے سبب رجوع کر لیا۔ ① لیکن اس کا ذکر بالکل نہیں کیا جاتا اور یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافِ سنت حرکت جاری رکھی تھی۔ اہم بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ کم از کم برصغیر پاک وہند و بنگلہ میں سنت مروانی مقامی زبانوں کے خطبات کی صورت میں جاری ہے اور محض رسم کی خانہ پُری کے لیے بعد نماز بھی خطبہ دے دیا جاتا ہے جس میں مزید انحرافات وبدعات شامل ہوتے ہیں۔ ②

سنت نبوی کے احترام اور کتاب وحدیث کی پابندی کا ایک اہم واقعہ خلیفۂ مروان کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک خاتون اروٰی بنت اویس نے حضرت سعید بن زید عدوی رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک زمین / آراضی کے سلسلہ میں عدالت مروانی میں مقدمہ دائر کیا۔ فریقین کی موجودگی میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان مبارک سننے کے بعد بھی ایسا کروں گا کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی بلاحق غصب کی اس کو قیامت میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے

---

(۱) بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج المصلی بغیر منبر ۲/ ۲۲، مسلم، کتاب صلاۃ العیدین / ۶۰۵، نیز کتاب الایمان فان کون النہی عن المنکر من الایمان ۱/ ۶۹، ابن ماجہ کتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الخطبۃ یوم العید ۱/ ۹۷-۲۹۶، نیز ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ وباب فی صلاۃ العیدین ۱/ ۴۰۶

(۲) مثلاً ہندو پاک میں یہ عام رواج ہے کہ نمازِ عیدین سے قبل خطیب وامام اردو یا کسی دوسری زبان مقامی / علاقائی زبان میں خطبات عطا کرتے ہیں اور بسا اوقات دو دو تین تین حضرات قبل نماز اپنے اپنے خطبات سے نوازتے ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے عظیم عالم دین اور ناظمِ دینیات حضرت مولانا محمد تقی امینی مرحوم نے ان خطبات کو ''خطبات عیدین'' کے عنوان سے طبع بھی کرایا ہے۔ (خطبات عیدین) اور مولانا مرحوم واحد خطیب وعالم نہ تھے بلکہ یہ سب کا حال ہے اور اس کو ضرورت ومصلحت اور مصالح مرسلہ اور استحسان وغیرہ کے نام سے جائز قرار دیا جاتا ہے جب کہ حضرت مروان پر نکیر صرف ایک واقعہ کے سبب کی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی سننے کے بعد فرمایا کہ اس کے بعد میں آپ سے کوئی شہادت (بینہ) طلب نہیں کروں گا اور مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔① اسی طرح کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک جنازہ کی مشایعت میں حضرت مروان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قبرستان تک گئے اور جنازہ کے رکھے جانے سے قبل دونوں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو حدیث سنائی کہ ایسا کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے اتباعِ سنت کی، جب کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تصدیق بھی کی۔②

امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک دلچسپ روایت یہ نقل کی ہے کہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے، محافظ سپاہیوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن انہوں نے نماز پڑھ کر ہی دم لیا۔ واپسی پر لوگوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی اور کہا اللہ آپ پر رحم کرے انہوں نے تو آپ پر حملہ ہی کر دیا تھا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان دونوں رکعتوں کو اپنے عینی مشاہدے کے بعد چھوڑ نہیں سکتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دورانِ خطبہ دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ روایت اسی پر ختم ہو جاتی ہے لیکن متعدد فقہاء خاص کر احناف کا مسلکِ راجح یہی ہے کہ امام کے خطبہ پڑھتے وقت نماز و دعا اور کلام وغیرہ سب ممنوع ہے اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نمازِ جمعہ اور خطبۂ جمعہ سے قبل دو رکعات پڑھنا سنت ہے نہ کہ عین خطبہ پڑھتے وقت، جس شخص کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتوں کی تاکید کی تھی انہوں نے وہ دو رکعت سنتیں نہیں ادا کی تھیں۔③ دراصل حضرت مروان رضی اللہ عنہ

(۱) مسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الظلم وغصب الارض وغیرہا ۱۲۳۰/۳

(۲) بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب متی یقعد اذا قام للجنازۃ ۱۰۷/۲۔ حدیث مذکورہ بالا کے الفاظ سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر بیٹھنے کا عمل شروع کیا تھا۔ (فاخذ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بید مروان فجلسا قبل ان توضع) ظاہر ہے کہ ایسا محض سہواً ہوا تھا، ارادتاً نہیں۔

(۳) ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب ۳۸۵/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا رویہ فقہ حدیث پر مبنی تھا جب کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا لفظِ حدیث پر، اور ان دونوں رویوں کا آغاز وارتقاء عہد نبوی سے جاری تھا جیسا کہ غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر نمازِ عصر سے متعلق ادائیگی پر فقہاء صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ظاہری حکم کے پابند اصحابِ عظام رضی اللہ عنہم کے رویوں سے منظرِ عام پر آیا تھا۔ ①

کتاب وسنت کی پابندی کے اور بھی کئی واقعات حضرت مروان بن حکم اموی رضی اللہ عنہ کے متعلق ملتے ہیں جن کی تفصیل طولِ کلام کا سبب ہوگی۔ آخر میں صرف ایک اور روایت ان کی دین داری، تقویٰ اور تمسک بالکتاب والسنۃ کے بارے میں یہ بیان کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مفسر وترجمان القرآن سے سورہ آل عمران آیت کریمہ ۱۸۸: ﴿ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ کے حوالہ سے پوچھا کہ اگر اچھے کام کرنے پر خوش ہونے اور تعریف پانے پر عذاب ہوگا تو ہم سب پکڑے جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ آیت یہود سے متعلق اور اُن لوگوں کے لیے ہے جو بلا کام تعریف اور بلا استحقاق تحسین کے طالب ہوتے ہیں۔ ② حضرت مروان رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے سے قبل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں گورنر بھی رہے تھے، اس لیے ان کے ذکر میں دونوں اَدوار کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے تاکہ تکرار نہ ہو اور بیان مکمل رہے۔

(۱) غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے مجاہدین کو ہدایت فرمائی تھی کہ وہ نمازِ عصر بنوقریظہ کے علاقہ میں پہنچ کر ہی پڑھیں، فقہ حدیث اور مقصودِ نبوی کے ماہرین نے ہدایت نبوی کا اصل مقصد پالیا کہ مراد تیز رفتاری سے کوچ کر کے منزل مقصود پر پہنچنا ہے۔ لہٰذا انہوں نے راستہ ہی میں نماز کا وقت آتے ہی نماز ادا کرلی جب کہ لفظ وظاہرِ حدیث سے تمسک کرنے والوں نے بنوقریظہ کے علاقہ میں پہنچ کر ہی نماز ادا کی جو کہ قضا ہوچکی تھی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے دونوں کی تصویب فرمائی۔ ملاحظہ ہو بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب، مسلم، کتاب الجہاد، باب جواز قتال من نقض العہد۔

(۲) بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ آل عمران، باب لاتحسبن الذین بما اتوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاندانِ مروانی کے عظیم ترین خلیفہ اور اسلامی خلافت کے تیسرے جامع و بانی عبدالملک بن مروان اموی رحمہ اللہ علم وفضل، تقویٰ و دیانت اور اسلامیت میں اپنے والد ماجد اور دوسرے پیشرو خلفائے کرام کے صحیح معنوں میں جانشین تھے۔ بعض روایات کے مطابق وہ مدینہ منورہ کے قاضی، مفتی اور فقیہ تھے اور ان کا شمار شہر نبوی کے عظیم ترین فقہا میں ہوتا تھا۔ بدقسمتی سے ان کے بارے میں ہماری دینی معلومات ذرا کم ہیں کہ ان پر زیادہ تر سیاسی اخبار و معلومات کا غلبہ اور تسلط ہے۔ بہر حال احادیث و روایات سے دو چار مثالیں مل جاتی ہیں۔

سیرت نگار ابن ہشام کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان اموی رضی اللہ عنہا سے جب شادی کی تو ان کا مہر چار سو دینار مقرر کیا۔ اس حدیث کے روای محمد بن علی بن حسین کا تبصرہ ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے عورتوں کا مہر جو چار سو دینار مقرر کیا تھا وہ اسی سنت نبوی کی پیروی میں کیا تھا۔ (۱) حالانکہ مہر کی رقم کی تعیین میں دوسرا ضابطہ ہے۔ (۲) مشہور صحابیہ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ کی مہمان ہوئیں تو ان کی خدمت کے لیے خلیفۂ کریم نے کچھ سامان بھیجنا چاہا اور اس کے لیے اپنے خادم کو آواز۔ اس کے آنے میں تاخیر ہوئی خلیفۂ وقت نے جلال میں آ کر لعنت بھیجی۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے صبح کو ان کے سامنے حدیث بیان کی کہ لعنت والوں پر بروزِ قیامت شفاعت اور گواہی کا دروازہ بند ہوگا۔ (۳) بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۂ اموی کو اس پر سخت ندامت ہوئی جیسا کہ قسامہ کے بارے میں ایک بار ندامت ہوئی تھی اور انہوں نے اس کا کفارہ ادا کیا تھا۔ معاملہ یہ تھا کہ گواہوں کی گواہی پر ایک شخص کو قتل کی

(۱) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، قاہرہ سنہ ۱۹۵۵ء، اول ص ۲۲۴

(۲) مہر کی رقم کا اصول یہ ہے کہ وہ شوہر کی مالی حیثیت کے مطابق مقرر کیا جائے۔ ملاحظہ ہو ابوابِ نکاح در کتب فقہ

(۳) مسلم، کتاب البر والصلہ والآداب، باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا ۴/ ۲۰۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سزا دی بعد میں معلوم ہوا کہ گواہ جھوٹے تھے تو ان کا نام دیوانِ عطا سے خارج کر کے ان کو جلاوطن کر دیا اور قتل ناحق کا کفارہ اپنی طرف سے ادا کیا۔ حالانکہ اسلامی قانونِ قسامہ کے مطابق خلیفۂ وقت پر ایسا کچھ کرنا واجب نہ تھا۔ (۱) عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرزندِ گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نہ صرف احترام کرتے تھے بلکہ انہوں نے جب اپنے والیٔ حجاز حجاج بن یوسف ثقفی کو امیر حج بنایا تو ان کو ہدایت کی کہ وہ مناسکِ حج کی دائیگی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہدایات کی پیروی کریں اور حجاج ثقفی نے خوش دلی، احترام کے ساتھ بلا چون چرا سنت نبوی کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے فرزند حضرت سالم رحمہ اللہ کی پیروی۔ (۲) امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے کہ حجاج ثقفی نے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے معلوم کرایا کہ اس یوم (عرفہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس ساعت مبارکہ میں روانہ ہوتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زوال کے بعد، چنانچہ والیٔ حجاز حجاج ثقفی نے ایک شخص کا تقرر صرف اس کام کے لیے کیا کہ وہ ساعت موعود کا تعین کر کے روانگی کا اہتمام کرے۔ (۳)

امام مسلم رحمہ اللہ نے خلافت حضرت عبداللہ بن زبیر اور خلافت عبدالملک بن مروان کے دوران' انہدام، تعمیر اور تعمیر نو کعبہ کے بارے میں ایک بہت اہم روایت نقل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند پر ایک حدیث نبوی کے حکم مخفی

(۱) بخاری، کتاب الدیات، باب القسامہ

(۲) بخاری، کتاب المناسک، باب قصر الخطبۃ بعرفۃ، باب التھجر بالرواح یوم عرفۃ، باب الجمع بین الصلاتین بعرفۃ ۲/ ۹۔۱۹۸، نیز موطا، کتاب الحج، الصلاۃ فی البیت وقصر الصلاۃ وتعجیل الخطبۃ بعرفۃ ۱/ ۵۵۔ ۳۵۴، نسائی، کتاب المناسک، باب الرواح یوم عرفۃ، باب قصر الخطبۃ بعرفۃ ۲/ ۵۵۔ ۲۵۲

(۳) ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب المنزل بعرفۃ ۲/ ۱۰۰۱، ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الرواح الی عرفۃ ۲/ ۹۔۱۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق قریشی عمارتِ کعبہ کو منہدم کر کے از سرِ نو کعبہ کی تعمیر کی اور اس میں حطیم کا علاقہ بھی شامل کر لیا جو رسول اکرم ﷺ نے قریش کے نئے نئے مسلمان ہونے کے سبب اپنی حیات مبارکہ میں شامل نہیں فرمایا تھا۔ حضرت عبدالملک رحمہ اللہ نے جب مکہ مکرمہ پر قبضہ کیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعمیر کو ان کے اجتہاد پر مبنی قرار دے کر ڈھا دیا اور عہد نبوی میں اس کی جیسی عمارت تھی ویسی تعمیر کرا دی۔ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ حدیث عائشہ کو صحیح نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ابن زبیر کا غلط انتساب گردانتے تھے لیکن جب حضرت حارث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ خلافت میں پہنچے اور خلیفہ عبدالملک رحمہ اللہ نے ان سے اپنے اس خیال کا ذکر کیا تو صحابیٔ موصوف نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکورہ کی تصدیق کی اور کہا کہ انہوں نے خود بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث کو سنا ہے۔ حضرت عبدالملک رحمہ اللہ کو اپنی جلد بازی اور تعمیر نو پر سخت افسوس ہوا اور کچھ دیر کے سکوت کے بعد کہا کہ کاش میں نے اس (تعمیر ابن زبیر رضی اللہ عنہما) کو اسی حالت میں باقی رہنے دیا ہوتا۔ (۱)

خلیفہ عبدالملک کے بارے میں کئی اور روایات ملتی ہیں جو ان کی فہم کتاب وسنت اور اجتہاد وفقہ پر دلالت کرتی ہیں۔ ان سے صرفِ نظر کر کے صرف ایک اور روایت درج کی جاتی ہے جو ان کی سنت خلفاء کرام کی پابندی کی شہادت دیتی ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ایک عزیز کی بیوی کے ایک مولیٰ نے وفات کے وقت مال چھوڑا تو اس

---

(۱) مسلم، کتاب الحج، باب نقض الکعبۃ وبنائھا ۲/ ۷۲۔۱۷۹، امام موصوف نے دو روایات اس باب میں نقل کی ہیں۔ دوسری روایت میں تصریح ہے کہ حضرت عبدالملک بن مروان کی ملاقات حضرت حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے بیت اللہ کے طواف کے دوران ہوئی تو خلیفۂ وقت نے فرمایا: اللہ ابن زبیر سے سمجھے کہ وہ ام المومنین پر جھوٹ باندھتے تھے کہ۔۔۔ حضرت حارث نے فرمایا کہ امیر المومنین یہ نہ کہیں، میں نے خود ام المومنین کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ خلیفہ نے ندامت کے ساتھ کہا: اس کے انہدام سے قبل اگر میں نے یہ حدیث سن لی ہوتی تو ابن زبیر کی تعمیر پر اُسے باقی رکھتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کے بھائیوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی کی مطابق مال کے وارثوں کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جب عبدالملک رحمہ اللہ خلیفہ ہوئے تو عورت کے بھائیوں نے یہ مقدمہ گورنرِ مدینہ اسماعیل بن ہشام یا ان کے فرزند کے پاس دائر کیا اور انہوں نے خلیفہ کی عدالت میں بھیج دیا۔ خلیفۂ وقت نے فیصلۂ فاروقی کو نافذ کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ فیصلہ ہے جس میں مَیں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ ①

خاندانِ مروانی کے تیسرے خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی رحمہ اللہ بھی اپنی بساط بھر کتاب وسنت کی پاسداری کرتے تھے ان کے بارے میں صرف چند روایات ہی کا سراغ لگ سکا ہے۔ تلاش وتفحص سے مزید روایات واخبار بھی مل سکتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کی دو اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی ایک روایت ملی ہیں اور دلچسپ اتفاق ہے کہ ان تینوں کا تعلق تابعین علماء وفقہاء کے اجتہادی اختلاف سے ہے لیکن وہ بہر حال خلیفۂ وقت کے طرزِ فکر وعمل کی نشاندہی کرتی ہیں۔

ایک روایت کے مطابق خلیفۂ اموی نے حضرت سالم بن عبداللہ عدوی رحمہ اللہ اور خارجہ بن زید بن ثابت انصاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ رمیِ جمار (کنکریاں مارنے) اور حلق رأس (سر منڈانے) کے بعد لیکن واپسی سے قبل کیا وہ خوشبو استعمال کر سکتے ہیں تو حضرت سالم رحمہ اللہ نے منع کیا لیکن حضرت خارجہ رحمہ اللہ نے اجازت دے دی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے موخر الذکر فتویٰ کو قبول کیا ہے اور غالباً خلیفۂ وقت نے بھی اسی کو ترجیح دی تھی۔ ②

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الفرائض، باب فی الولاء ۳/ ۱۲۷، ابن ماجہ، کتاب الفرائض، باب میراث الولاء ۲/ ۳۔ ۹۱۲، موخر الذکر امام نے صراحت کی ہے کہ مولیٰ مذکور نے دو ہزار دینار چھوڑے تھے۔

(۲) مالک، کتاب الحج، ماجاء فی الطیب فی الحج ۱/ ۳۰۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرات قاسم بن محمد تیمی اور عروہ بن زبیر اسدی رحمہما اللہ یہ فتویٰ دیتے تھے کہ کسی شخص کے پاس اگر چار بیویاں ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو طلاقِ البتہ دینے کے بعد وہ فوراً شادی کرسکتا ہے اور مطلقہ بیوی کے عدت گزارنے کا انتظار کرنا اس کے لیے لازمی نہیں ہے۔ خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک اموی رحمہ اللہ جب مدینۂ منورہ تشریف لائے تو دونوں بزرگانِ امت نے ان کو یہی فتویٰ دیا، البتہ حضرت قاسم رحمہ اللہ نے یہ شرط ضرور عائد کی کہ وہ اس کو مختلف مجالس میں طلاقِ البتہ (نکاح فسخ کرنے والی) دے۔ ①

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی روایت یہ ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ خلیفۂ ولید (یا ایک روایت کے مطابق عبدالملک) کے عشائیہ میں شریک ہوئے جب نماز کا وقت آیا تو وہ وضو کرنے کے لیے اُٹھے۔ حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ نے اس پر فرمایا کہ میں اپنے والد گرامی کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگ پر پکا ہوا کھانا کھاتے ہوئے ملاحظہ کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھ لی۔ حضرت علی بن عبداللہ بن عباس نے اس کی تائید میں فرمایا کہ میں بھی اپنے والد ماجد کے بارے میں یہی شہادت دیتا ہوں۔ ②

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعۂ افک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابتلاء سے متعلق حضرت ولید بن عبدالملک کے استفسار اور امام زہری رحمہ اللہ کی ان کی برأت کرنے کا حوالہ دیا ہے اور امام موصوف نے ہی حضرت ولید کی تعمیر روضۂ نبوی کا ذکر بھی کیا ہے۔ ③ ان کے علاوہ بھی بعض روایات ملتی ہیں جو اموی خلیفہ کی پیروئ کتاب

---

(۱) مالک، کتاب النکاح، جامع النکاح ۲/۷۸

(۲) ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننہا، باب الرخصۃ فی ذلک (ای مما غیرت النار) ۱/۱۶۵

(۳) بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسنت اور تحقیقِ مسائل وامور کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ ①

خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کے بھائی اور جانشین اور خاندانِ مروانی کے چوتھے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک اموی کے بارے میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وہ اول وقت میں نمازوں کا اہتمام کرتے تھے۔ مولانا شاہ معین الدین ندوی کا یہ بیان صحیح نہیں ہے کہ ''اموی خلفاء عموماً نماز تاخیر سے پڑھا کرتے تھے'' لیکن یہ بیان صحیح ہے کہ انہوں نے خالص مذہبی اصلاحات بھی کیں۔ مگر ''اس کا سب سے بڑا کارنامہ جو سیکڑوں کارناموں اور اصلاحوں سے بڑھ کر ہے وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ولی عہدی ہے جنہوں نے اموی خلافت کو خلافت راشدہ کے قالب میں بدل دیا۔۔'''' ذاتی حیثیت سے وہ بڑا صاحب اوصاف تھا۔ مورخین اِسے مفتاح الخیر (بھلائی کی کنجی) لکھتے ہیں۔'' ②

خاندان مروانی کے پانچویں اور خانوادۂ اموی کے آٹھویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اموی کے خلیفۂ راشد ہونے پر امت کا تقریباً اتفاق واجماع ہے۔ ان کے تمسک کتاب وسنت اور پابندیٔ شریعت کی مثالیں بہت معروف ومشہور ہیں۔ مگر سلسلۂ کلام کی تکمیل اور بحث کی تفصیل کے لیے ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی بعض ایسی مساعی کا بھی ذکر کیا جائے گا جو بظاہر لفظ حدیث کی مخالف ہیں لیکن درحقیقت فقہ حدیث اور روحِ اسلام سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔

---

(۱) مولانا شاہ معین الدین ندوی رقمطراز ہیں: ''خلفائے بنی امیہ کے متعلق عام طور سے یہ غلط شہرت ہے کہ مذہب کی جانب ان کا رجحان کم تھا۔۔۔ ولید نے جو مذہبی خدمات انجام دیں اس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ اس کی پرائیویٹ زندگی بھی مذہبی تھی۔ تین دن میں ایک قرآن ختم کرتا تھا۔ دوشنبہ اور پنج شنبہ کو پابندی کے ساتھ روزہ رکھتا تھا۔ رمضان میں روزہ داروں کے لیے کھانا بھجواتا تھا۔۔۔ اپنے دورِ حکومت میں دو مرتبہ حج کیا۔'' تاریخ اسلام، اعظم گڑھ، سنہ ۱۹۸۸ء، دوم ۸۱۔ ۱۸۰

(۲) تاریخ اسلام، دوم ۸۔ ۱۹۷، بحوالہ تاریخ الخلفاء ص ۲۳۶، نیز ص ۷۔ ۲۱۶ وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلچسپ اتفاق ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رحمہ اللہ دوسرے پیشرو خلفائے راشدین کی مانند نمازوں کو اول وقت پر پڑھا کرتے تھے لیکن ایک دن انہوں نے نماز میں تاخیر کر دی تو ان کو حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے ایک مشہور واقعہ اور حدیث سے بہرہ ور کیا کہ گورنرِ عراق حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح نماز میں ایک دن تاخیر کی تو مشہور صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان کو بتایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازیں پڑھائیں اور ان کے اوقات بتائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اوقاتِ نماز کے بارے میں تعلیمِ جبریل علیہ السلام پر اپنے تعجب کا اظہار کیا۔ (۱) ظاہر ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رحمہ اللہ رہے ہوں یا حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ یا بعض اور خلفاء واُمرائے کرام ان کی نمازوں کی تاخیر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مکروہ اوقات میں ادا کرتے تھے یا اماتتِ نماز کے مرتکب ہوتے تھے۔ دراصل یہ مسئلہ اولِ وقت کا ہے جو علماء وفقہاء میں مختلف فیہ بھی ہے اور حدیث نبوی سے ہم آہنگ بھی کہ نمازوں کے اوقات تعلیم جبریل علیہ السلام کے مطابق دو سِروں - اول اور آخر وقت - کے درمیان میں متعین کیے گئے تھے۔ (۲)

فقہ حدیث ہی کا مسئلہ تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن حزم رحمہ اللہ اور دوسرے ائمہ حدیث مثلاً امام زہری رحمہ اللہ وغیرہ سے حدیث کے ظاہری

---

(۱) بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ وفضلہا، باب وقولہ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا ۱/ ۳۹، ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی المواقیت ۱/ ۱۰۷۔ موخر الذکر کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز منبر پر تشریف فرما (خطبہ دے رہے) تھے کہ نماز عصر میں تھوڑی سی تاخیر کر دی (تاخر العصر شیئا)؛ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ، ابواب مواقیت الصلوٰۃ ۱/ ۲۰-۲۱۹ کا بیان ہے کہ یہ واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امارتِ مدینہ یعنی خلافت ولیدی کا ہے اور اس میں بھی نماز عصر کی تاخیر قلیل کا حوالہ ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ ۴/ ۷/ ۱۳، نسائی، کتاب المواقیت، کتاب الطہارۃ ۱/ ۲۴۵، مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب اوقات الصلوٰۃ الخمس ۱/ ۲۲۵ (۲) اگلے صفحہ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ کے خلاف رسولِ اکرم ﷺ کی احادیث لکھوائی تھیں جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لفظِ حدیث پر عمل کرتے ہوئے ان سے گریز کیا تھا۔(۱) حضرت ابو بُردہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر کہ ہر مرد مسلم کی موت پر اللہ تعالیٰ ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل کرتا ہے حضرت عمر اموی رحمہ اللہ نے حلف اُٹھوایا تھا۔(۲) انہوں نے اسی طرح ماہِ رمضان کے ہلال کی رویت کے سلسلہ میں رسولِ اکرم ﷺ کی حدیث کے الفاظ اور اس میں مضمر فقہ دونوں پر عمل کیا تھا کہ اگر شعبان کا ہلال ہم نے اِس دن دیکھا تو ان شاء اللہ روزہ اِس دن ہوگا سوائے اس کے کہ ہلالِ رمضان اس سے قبل دیکھ لو۔(۳) اِس فرمانِ خلیفۂ اموی میں لفظ وفقہ حدیث دونوں کا خوبصورت امتزاج پایا جاتا ہے اور اس سے قبل والی روایت میں بھی۔

قسامہ کا مسئلہ تمام خلفاء اسلام کے دور میں اہم رہا ہے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز

پچھلے صفحہ کا حاشیہ (۲) اس کا دلچسپ ذکر حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی ہی کے حوالہ سے ملتا ہے۔ حضرت ابوامامہ کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر مسجد سے نکل کر حضرت انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُن کو نمازِ عصر پڑھتے ہوئے پایا۔راوی نے اُن سے دریافت کیا کہ چچا جان یہ کون سی نماز آپ نے پڑھی؟ فرمایا: عصر، اور یہ نمازِ نبوی ہے جو ہم رسول اللہ۔۔ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ وفضلہا، باب وقت العصر ۱/ ۵۔۱۴۴؛ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب استحباب التبکیر العصر ۱/ ۴۲۴، نسائی، کتاب الصلوٰۃ، تعجیل العصر ۱/ ۲۵۳۔امام مسلم نے تصریح کی ہے کہ حضرت عمر نے نمازِ ظہر پڑھی تھی۔ان کے عنوان باب سے بھی واضح ہے کہ عصر کی تعجیل/تبکیر کا معاملہ استحباب کا تھا نہ کہ وجوب یا فرضیت کا۔نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب، باب بلاعنوان (بدری صحابہ سے متعلق) ۵/ ۱۰۷

(۱) بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم ۱/ ۳۶۔حضرت معاویہ کے لیے ملاحظہ ہو مذکورہ بالا مضمون کا حاشیہ ۱۵

(۲) مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل، وان کثر قتلہ ۴/ ۲۰۔۲۱۱۹

(۳) ابوداؤد، کتاب الصیام، باب الشہر یکون تسعا وعشرین ۲/ ۲۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اموی ؒ کو بھی اس باب میں کچھ الجھن تھی لہٰذا ایک دن انہوں نے (اہلِ علم) لوگوں سے مشورہ کیا کہ قسامہ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو تو انہوں نے کہا کہ اس باب میں رسول اکرم ﷺ اور آپ سے قبل ''خلفاء'' نے فیصلے کیے ہیں اور پھر ایک عالم نے عرینہ والوں کے سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کا ذکر کر کے ''سابق خلفاء'' کے فیصلوں کو بطورِ نظیر بیان کیا۔ حضرت عمر اموی ؒ نے اس کو فالِ نیک قرار دیا۔ انہوں نے نہ صرف سنت نبوی بلکہ آثارِ خلفاء کرام جن میں اموی خلفاء عظام بھی شامل تھے پر عمل کیا اور اس سے استناد حاصل کیا۔ جیسا کہ بعض خلفاء اموی کے بارے میں حوالہ اوپر آ چکا ہے۔ ①

حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کی پابندیٔ سنت وکتاب پر تمام کتب حدیث وتذکرہ میں کافی مواد موجود ہے جس کی بنیاد پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے خاص طور سے صحاحِ عشرہ اور طبقاتِ ابن سعد میں۔ ② لہٰذا اُن سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے۔ دوسرے خلفاء کے بارے میں البتہ بہت مختصر حوالے ملتے ہیں جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کے جانشین اور خاندانِ مروانی کے چھٹے خلیفہ یزید بن عبدالملک کے بارے میں امام مالک ؒ کی ایک روایت ملتی ہے کہ انہوں نے امِ ولد کے شوہر کی وفات کی عدت قرآنی آیت کے مطابق چار ماہ دس دن مقرر کی تھی جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے صحابۂ کرام اور قاسم بن محمد ؒ اور امام مالک بن انس ؒ جیسے فقہاء اسلام نے صرف ایک حیض مقرر کی تھی۔ ③ یا جیسے خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے رسولِ اکرم ﷺ کے مُد (ناپ) میں

(۱) بخاری، باب قصۃ عکل وعرینۃ ۵/۱۶۵؛ ۶/۶۵؛ ۹/۱۳-۱۱؛ مسلم، کتاب القسامہ، باب حکم المحاربین والمرتدین ۳/۱۲۹۷۔ نیز بخاری، کتاب الدیات، باب القسامۃ، کتاب التفسیر (سورۃ المائدہ)

(۲) ابن سعد، طبقات کبریٰ، بیروت سنہ ۱۹۵۷ء، پنجم ص

(۳) موطا، کتاب الطلاق، عدۃ ام الولد إذا توفی عنہا سیدھا ۲/۱۰۷-۱۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترمیم کر کے اپنا ''مداعظم'' نافذ اور جاری کیا تھا اور بعض شارحین کے مطابق وہ بھی مدنبوی تھا۔ روایت ہے کہ حضر عمر اموی رحمہ اللہ نے بھی شامی صاع کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع کے برابر کر دیا تھا۔ ①

اموی امراء:

اموی خلفاء عظام کی مانند ان کے امرائے کرام بھی بالعموم کتاب وسنت کی پابندی کرتے تھے۔ ان کے انحرافات کا بھی کہیں کہیں ذکر ملتا ہے لیکن وہ شاذ و نادر تھا۔ ان کے بارے میں ہماری معلومات کافی ہیں، کم از کم اتنی کافی کہ ہمارے دعویٰ کو مدلل کر سکتی ہیں۔ دراصل اموی امراء و کارکنانِ حکومت پر ابھی تک کوئی تحقیقی کام نہیں کیا گیا اس لیے اول تو ان کے اسماء و کام کے بارے میں ہی ہماری معلومات کافی محدود ہیں پھر اُن کی سوانح اور سوانح میں بھی ان کی پابندیٔ کتاب وسنت پر تو اور بھی مواد کم ہے۔ بہر حال جو مواد ملتا ہے اس کی بنا پر بعض تفصیلات پیش کی جا رہی ہیں۔

خلیفہ سوم کے صاحبزادے حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ نہ صرف اموی دور کے ایک عظیم ترین امیر تھے بلکہ اپنے دور کے عظیم ترین محدث وفقیہ اور عالم بھی۔ وہ اپنے والد ماجد سے بالخصوص اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بالعموم روایتِ حدیث کرتے ہیں اور مسائل شرع بیان کرتے ہیں۔ وہ حضرت عبدالملک بن مروان اموی رحمہ اللہ کے دورِ خلافت میں کئی برس تک امیرِ مدینہ رہے تھے۔ کتب حدیث میں ان کی بہت سی روایات موجود ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ کو دعوت دی کہ وہ طلحہ بن عمر رحمہ اللہ کی شادی میں شریک ہوں۔ داعی اور مدعو دونوں مُحرم تھے

---

(۱) موطا، کتاب الزکاۃ، مکیلۃ زکاۃ الفطر ۱/۲۶۸۔ امام مالک کی تصریح کے مطابق تمام کفارات کی اور زکاۃ فطر وزکوٰۃ عشور وغیرہ کا پیمانہ مداصغر ہے جو مدنبوی ہے سوائے ظہار کے کفارہ کے کہ اس میں مدہشامی سے جو مداعظم ہے کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ امام سیوطی نے اپنے تبصرہ میں واضح کیا ہے کہ مداعظم بھی دراصل مدنبوی ہی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب کفارات الایمان، باب صاع المدینۃ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت ابان رحمہ اللہ امیرِ حج بھی تھے، حضرت ابان رحمہ اللہ نے شرکت سے انکار کر دیا کیونکہ اُن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ رسول اکرمِ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وہدایت پہنچی تھی کہ مُحرم کے لیے نکاح کرنا اور نکاح کا خطبہ وغیرہ دینا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے ایسی تقریب میں شرکت بھی نہیں کی۔ (۱) امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ کے متعدد فتاویٰ اور قضایا کے ساتھ ایک دوسرے امیر مدینہ ہشام بن اسماعیل مخزومی کے بھی فتاویٰ اور فیصلوں کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق غلاموں کی خرید وفروخت اور ان کے عہدہ، گوشت کے ساتھ حیوان/جانور کی خرید وفروخت کی ممانعت، غلام کی آزادی اور وِلاء کی میراث وغیرہ سے ہے۔ ان میں سے بیشتر کا انحصار کتاب وسنت اور ان کے اجتہاد پر ہے اور اس میں خاص بات یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے ان کے فتاویٰ اور قضایا سے اتفاق اور استناد کیا ہے اور بعض دوسرے فقہاء کا اتفاق بھی مذکور ہے۔ (۲) حضرت ابان رحمہ اللہ کے بارے میں ابن سعد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ وہ روزانہ ایک نبوی دعا پڑھا کرتے تھے۔ جس صبح اُن پر فالج کا حملہ ہوا اُس دن وہ اُسے نہ پڑھ سکے تھے۔ چنانچہ حسرت سے کہا کرتے تھے کہ آج نہیں پڑھی اور مبتلائے مصیبت ہوا۔ (۳)

عہد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک عظیم صحابی اور امیرِ کوفہ/بصرہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی کتاب وسنت کی پابندی میں گزری۔ یہ کتاب وسنت ہی کی تعلیم تھی کہ انہوں نے اپنی سیاسی حکمت عملی کی بنیاد عفوو درگزر پر رکھی تھی اور جب تک وہ مجبور نہ ہو جائیں وہ کتاب وسنت کے مطابق لوگوں سے عفوو درگزر کرتے تھے اور ان کی اسی

(۱) موطا، کتاب الحج، نکاح المحرم ۱/۲۱-۳؛ نسائی، کتاب المناسک، النہی عن نکاح المحرم ۵/۱۹۲، کتاب النکاح، النہی عن نکاح المحرم ۶/۹-۸۸

(۲) موطا، کتاب الطلاق، ماجاء فی البتۃ ۲/۷-۹؛ کتاب البیوع، ماجاء فی العہدۃ ۲/۱۲۰، کتاب العتاقۃ والولاء، من اعتق رقیقاً لا یملک مالاً غیرہم؛ ۳/۴؛ ایضاً، میراث الولاء ۳/۱۳-۱۲

(۳) ابن سعد، طبقات، بیروت سنہ ۱۹۵۷ء، پنجم ۳-۱۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خصوصیت کے سبب ان کی وفات کے دن حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کرائی تھی اور حدیث نبوی سے اس کے لیے استناد کیا تھا۔① نماز میں کچھ تاخیر کا ذکر اس سے قبل آ چکا ہے کہ وہ اُن کی فقہ حدیث پر مبنی تھی جب کہ متعدد دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ طہارت و وضو اور دوسرے امور کے باب میں اپنی عینی شہادت کی بنا پر سنن کا اہتمام کرتے تھے۔②

اسی دور کے دوسروں گورنروں میں زیاد بن ابی سفیان اموی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوے پر کہ ہدی (قربانی کے جانور) بھیجنے والے پر احرام کی تمام قیود وشرائط عائد ہو جاتی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسئلہ پوچھا اور اسی کے مطابق اپنے صاحبِ ہدی کو عمل کرنے کی ہدایت کی۔③ امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے بعض دوسرے اموی امراء کی مانند زیاد بن ابی سفیان کی تاخیر نماز کے بارے میں کئی روایات نقل کی ہیں۔④ لیکن ایک دلچسپ روایت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے یہ نقل کی ہے کہ زیاد بن ابی سفیان یا کسی اور اموی امیر نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو صدقات کی حصولیابی کے لیے بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے مال کے بارے میں پوچھا تو

---

(۱) بخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ ۱/۲۲

(۲) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت سنہ ۱۹۵۷ء چہارم ۸۷۔ ۲۸۴، بخاری ومسلم، کتاب الوضوء، باب اذا دخل رجلیہ وھما طاہرتان، مسلم، کتاب الصلوۃ، باب تقدیم الجماعۃ من یصلی، نیز صحاح میں ان کی روایات حدیث مختلف ابواب میں، ابن حجر عسقلانی کی اصابہ اور ابن عبدالبر کی الاستیعاب اور ابن اثیر کی اسد الغابہ میں ان کے سوانحی خاکے۔

(۳) موطا، کتاب الحج، مالا یوجب الاحرام من تقلید الھدی ۱/ ۳۱۵، بخاری، کتاب الحج، باب من قلد القلائد بیدہ ۲/ ۸۔ ۲۰۷۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب بعث الھدی الی الحرم ۲/ ۹۵۹۔

(۴) مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب کراہیۃ تاخیر الصلاۃ من وقتھا المختار، نسائی، کتاب الامامہ، الصلوۃ مع ائمۃ الجور ۲/ ۶۔ ۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حدیث وحکم نبوی کے مطابق وصول کیا اور اسی کے مطابق اُن کے مصارف میں خرچ کر دیا۔ ① حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں زیاد نے شرکت کی اور حدیث کی تعلیم کے مطابق مشایعت کی۔ ② حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تو عبیداللہ بن زیاد نے اُن کی عیادت کی اور صحابیٔ جلیل نے اُن کی عیادت کو مطابقِ حدیث بتایا۔ ③ زُرَیق بن حُکَیم امیرِ اَیلہ تھے، انہوں نے حضرت امام زُہری رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا اور پھر اُن کے فرمانے کے مطابق اپنے علاقہ میں نمازِ جمعہ قائم کی۔ ④ اسی طرح حضرت ابوخلدہ رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک اموی امیر نے نمازِ جمعہ پڑھانے کے بعد موسم کے لحاظ سے نماز کی ادائیگی سے متعلق ہدایتِ نبوی کے بارے میں پوچھا تھا۔ ⑤ اموی امیرِ مکہ ابن ہشام مخزومی نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روک دیا تھا جس پر حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ جیسے فقہاء کو اعتراض تھا کہ وہ خلافِ سنت عمل تھا کیونکہ بروایتِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عہدِ نبوی میں عورتیں مردوں کے ساتھ ساتھ طواف کرتی تھیں۔ یہ ظاہر ہے کہ فقہ حدیث کا معاملہ تھا۔ ⑥

اموی دور کے متعدد بلکہ بیشتر امراء کرام صحابۂ عظام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت سے تعلق رکھتے تھے یا تابعینِ کرام کے طبقہ سے تھے۔ لہٰذا اُن کے بارے میں حسنِ ظن تو

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الزکاۃ ہل تحمل من بلد الی بلد ۲/ ۱۶-۱۱۵

(۲) نسائی، کتاب الجنائز، السرعۃ بالجنازۃ ۴/ ۴۳-۴۲

(۳) بخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح ۹/ ۸۰؛ مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی ۱/ ۶-۱۲۵، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل ۳/ ۱۴۶۱

(۴) بخاری، کتاب الجمعہ، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن ۲/ ۶

(۵) بخاری، کتاب الجمعہ، باب اذا اشتد الحر یوم الجمعۃ ۲/ ۹-۸ حضرت انس کی حدیث میں نمازِ جمعہ کے جلد پڑھنے اور موسم کی شدت کے وقت تبرید کر کے پڑھنے دونوں کا حکم ہے۔

(۶) بخاری، کتاب الحج، ۲/ ۸-۱۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی ہے کہ وہ کتاب وسنت سے تجاوز نہ فرماتے تھے خواہ وہ عبادات و مذہبی معاملات ہوں یا سرکاری مسائل وامور۔ اموی دور کے ایک اہم امیر حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی امارتِ کوفہ کے دوران ایک شخص کو جس نے اپنی بیوی کی باندی سے اس کی اجازت سے جماع کیا تھا حدیث نبوی کے مطابق کوڑوں کی سزا دی تھی۔ اور اگر اجازت نہ ہوتی تو اُسے قرآنی رحدیثی حکم کے مطابق رجم کر دیتے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے چوری کے ایک معاملہ میں کچھ لوگوں کو قید کر کے کچھ دنوں بعد چھوڑ دیا کہ اُن پر جرم ثابت نہ تھا اور اس کو انہوں نے حکم الٰہی بتایا تھا۔ ① حضرت زُرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ قاضی بصرہ تھے اور بنوقشیر کے محلہ کے امام۔ ایک دن نمازِ فجر میں اُنہوں نے جب آیت کریمہ: ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝﴾ (سورہ مدثر ۸) پڑھی تو کلامِ الٰہی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اسی وقت واصل بحق ہو گئے۔ ابن سعد رحمہ اللہ کے بقول یہ واقعہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد کا ہے۔ ② اسی دور کے ایک اور قاضئ مدینہ ابن خلدہ زرقی نے مفلس شخص کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حکم نبوی معلوم کر کے فیصلہ سنایا تھا۔ ③ امیرِ مکہ حضرت حارث بن حاطب رحمہ اللہ (برادر محمد بن حاطب) نے حدیث نبوی کے مطابق رویتِ ہلال اور اس کی دو شاہدِ عدل کی گواہی کے بعد ہی روزہ رکھنے یا افطار کرنے کا اعلان برسرِ عام اور برسرِ منبر کیا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن کی تصدیق کی تھی کہ وہ زیادہ عالم کتاب وسنت تھے۔ ④ حضرت عبیداللہ بن ابی بکرہ قاضئ

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الاقضیہ، باب فی الشہادات ۳/۵۔۳۰۴، ترمذی، ابواب الحدود، باب ماجاء فی الرجل یقع علیٰ جاریۃ امرأتہ ۱/۸۔۷۵۴؛ نیز نسائی، کتاب قطع السارق، باب امتحان السارق بالضرب والحبس ۸/۶۶

(۲) ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب اذا نام عن صلاۃ اللیل صلی بالنہار ۲/۳۰۷

(۳) ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب من وجد متاعہ بعینہ عند رجل قد افلس ۲/۷۹۰

(۴) ابوداؤد، کتاب الصیام، باب شہادۃ رجلین علی رویۃ ہلال شوال ۲/۳۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سجستان نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ کی نصیحت نبوی پر کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کیا کریں عمل کیا تھا۔ ① گورنرِ فلسطین حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی سننے کے بعد خراج نہ ادا کرنے والوں کو غیر اسلامی سزا دینے سے ہاتھ روک لیا تھا۔ ② حضرات سعید بن ابی العاص اموی اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما والیانِ کوفہ وبصرہ سنت نبوی کے مطابق عیدین میں چار تکبیریں نمازِ جنازہ کی طرح کہتے تھے۔ ③ امیر مدینہ حضرت ولید بن عتبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نمازِ استسقاء کے بارے میں سنت نبوی معلوم کی اور غالباً اس پر عمل بھی کیا۔ ④ حضرت سعید بن عاص اموی رضی اللہ عنہ امیر و والیٔ طبرستان نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ خوف کے بارے میں معلوم کیا تھا۔ ⑤ مسلم بن شعبہ نافع بن علقمہ کے دورِ امارت میں اپنی قوم کا صدقہ وصول کرنے گئے تو صحابیٔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعر بن دیسم رضی اللہ عنہ کی تشریح حدیث نبوی کے مطابق صدقات کے جانور وصول کیے۔ ⑥ ایک اموی امیر حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے گر جانے والے لقمہ کو اُٹھا کر کے کھا لیتے تھے اور دہاقین وشرفاءِ عجم کے اعتراض کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ⑦

---

(۱) مسلم، کتاب الاقضیہ، باب کراہۃ قضاء القاضی وھو غضبان ۳/ ۳۔ ۱۳۴۲

(۲) مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب الوعید الشدید لمن عذب الناس بغیر حق ۴/ ۸۔ ۲۱۷

(۳) ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب التکبیر فی العیدین ۱/ ۲۹۹

(۴) ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، جماع ابواب صلاۃ الاستسقاء ۱/ ۳۰۲

(۵) ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب من قال یصلی بکل طائفۃ رکعۃ ۲/ ۷۔ ۱۶؛ نسائی کتاب الاستسقاء، کیف صلاۃ الاستسقاء ۳/ ۱۶۳؛ ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب فی صلاۃ الاستسقاء ۲/ ۴۴۵

(۶) ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمہ ۲/ ۱۰۳

(۷) ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب اللقمۃ اذا سقطت ۲/ ۱۰۹۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجزیاتی مطالعہ:

اموی خلفائے عظام اور امرائے کرام کی اتباعِ کتاب وسنت کے بارے میں اور پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ محض بطور نمونہ ہے۔ ورنہ کتب احادیث، مصادرِ تاریخ اور مآخذ تذکرہ وسوانح میں اتنا مواد موجود ہے کہ اس باب میں ایک دفتر لکھا جا سکتا ہے۔ مختصر مقالہ میں تفصیلات کی گنجائش نہیں، اس لیے احادیث وروایات کی تفصیلات سے بھی گُریز کیا گیا ہے حالانکہ اُن پر بحث ومباحثہ سے اولین والیانِ اسلام کی اسلامیت کے بہت دل آویز نمونے اور امثال ملتے۔

اس میں شک نہیں کہ کبھی کبھی بعض خلفاء کرام یا اُن کے امرائے عظام سے خلافِ کتاب وسنت حرکات اور پالیسیوں کا صدور بھی ہوا ہے لیکن اس باب میں یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ کبھی کبھی جو اموی حرکت وحکمت خلافِ سنت اور منافی کتاب نظر آتی ہے وہ دراصل لفظ حدیث اور فقہ حدیث پر عمل کے فرق کے سبب ہوئی تھی یا اُن کے اجتہاد پر مبنی ہوتی تھی اور وہ اجتہاد بر بنائے خلوص اور تقویٰ ہوتا تھا۔ اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اموی خلفاء واُمراء پر کتاب وسنت کی خلاف ورزی کرنے کے تمام الزامات صحیح نہیں ہیں بلکہ اُن میں سے متعدد محض غلط فہمی یا لفظِ حدیث کی بنا پر کیے گئے ہیں یا مجموعی احادیث نبوی، آیاتِ قرآنی اور تعلیماتِ اسلامی سے صرفِ نظر کر کے محض ایک دو روایات کی بنا پر وارد کیے گئے ہیں۔ کبھی کبھی لاعلمی بھی باعثِ اعتراض بنتی تھی جیسا کہ متعدد احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے۔

اس سے زیادہ اہم نکتہ یہ ہے کہ کتاب وسنت سے ماخوذ ومستنبط احکام جو زیادہ تر فروعی نوعیت کے تھے، حالات وزمانہ اور عصری تقاضوں کے تحت بدلتے رہے اور بظاہر خلافِ سنت نظر آنے والے مسائل واُمور کو اجتہاد کے ذریعہ اسلام سے ہم آہنگ کیا گیا مثال کے طور پر عہد نبوی میں ستونوں کے درمیان جماعت سازی کو خلافِ سنت سمجھا جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا لیکن بعد میں اس کو صحیح قرار دیا گیا۔ خطبہ، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وحج کے بعض قابلِ تبدیلی احکام میں اجتہاد سے کام لیا گیا یا ریاستی معاملات میں کتاب وسنت کی روشنی میں تبدیلی پیدا کی گئی۔ ① یہ ایک اہم اور مفصل بحث ہے جس کا اصل تعلق اس دور کے اجتہاد سے ہے اور اس پر یہاں بحث نہیں کی جاسکتی۔

بہرکیف مجموعی طور سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اموی خلفاء اور اُن کے عمال واُمراء کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے اور حکومت چلانے کا کاروبار کرتے تھے۔ اُن سے کہیں کہیں فروگزاشت ضرور ہوئی تاہم یہ اُن کے شرف وعظمت کی بات ہے کہ کتاب وسنت کی دلیل سامنے آجانے کے بعد وہ سرِ اطاعت خم کردیتے تھے کیونکہ اُن کا تعلق ایک خیر والقرون سے تھا، جس میں اسلامی امت کا ضمیر روشن تھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینِ عظام رحمۃ اللہ علیہم کا وجودِ مسعود اس نورِ ضمیر کی ضمانت تھا۔

(۱) ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ الصّف بین السواری ۱/ ۴۴۳، حضرت انس نے سائل کو بعض مناسک حج کے سنن بتانے کے بعد اپنے امراء کی اتباع کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ملاحظہ ہو ترمذی، ابواب الحج، بلا عنوان باب ۱/ ۳۵۹: ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الخروج الی منیٰ ۲/ ۱۸۸ حضرت سعید بن العاص اموی امیر شہر نے متعدد جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھادی تو ایک شخص نے اعتراض کر دیا، لیکن حضرات بن عباس، ابوہریرہ، ابوسعید اور ابوقتادہ نے اسی کو سنت قرار دیا۔ ملاحظہ ہو نسائی، کتاب الجنائز، اجتماع جنائز الرجال والنساء ۴/ ۷۲۔۷۱۔ ایک امیر عبدالرحمن بن ام الحکم نے بیٹھ کر خطبہ دیا (کسی سبب سے) تو اُن پر اعتراض وارد ہوا یا حضرت بشر بن مروان اموی نے برسر منبر دونوں ہاتھ بلند کر کے کچھ کہا تو اس کو خلاف سنت قرار دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو: مسلم، کتاب الجمعۃ باب قولہ تعالیٰ: وذارأوا تجارۃً ۲/ ۵۹۱، باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ ۲/ ۵۹۵، ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب رفع الیدین علی المنبر ۱/ ۲۸۹، امام ابوداؤد کا عنوان بہت دلچسپ ہے اور نمائندہ بھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ادارے کی دیگر کتب

① اہل سنت اور محرم الحرام	تالیف حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
② امیر حجاج بن یوسف ثقفی رحمہ اللہ چند غلط فہمیوں کا ازالہ	تالیف و ترتیب محمد فہد حارث
③ اولیاء اللہ اور تصوف	تالیف علامہ عبدالسلام مبارکپوری
④ وقائع دلپذیر بادشاہ بیگم اودھ (حصہ اول)	تالیف عبدالاحد زاہد
⑤ ہندوستان کی سیاسی تاریخ کا مذہبی پہلو (جلد دوم)	تالیف پروفیسر محمد ایوب قادری
⑥ وبائی امراض اور جمعہ و جماعت پر پابندی	تالیف ڈاکٹر محمد مشتاق احمد
⑦ جدید سبائی گروہ کا علمی تعاقب	تالیف حافظ عبیداللہ
⑧ حیات سیدنا یزید رحمہ اللہ	تالیف ابوالحسین عظیم الدین صدیقی
⑨ خلافت معاویہ و یزید رحمہ اللہ	تالیف علامہ محمود احمد عباسی رحمہ اللہ
⑩ داؤدی بوہرے ایک اجمالی تعارف	تالیف محمد فہد حارث
⑪ دین تصوف	تخریج و تدوین محمد فہد حارث
⑫ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاسی زندگی	تالیف مولانا ناصحی احمد عباسی رحمہ اللہ
⑬ خلیفہ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر سوا اعتراضات کا علمی تجزیہ	تالیف پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی
⑭ سیرۃ الامام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (اتہام شیعیت کی حقیقت)	تالیف مولانا ناصحی احمد عباسی رحمہ اللہ
⑮ فضائل صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم اور مسائل و واقعات محرم الحرام	تالیف حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ
⑯ شہید کربلا اور کردار یزید کا علمی و تحقیقی جائزہ	تالیف حافظ عبیداللہ
⑰ تاریخ شاہان عالم	تالیف ابومیان ظہیر الدین بابر
⑱ مولانا محمد اسمٰعیل ریحان کی تحریر تاریخ امت مسلمہ کا تحقیقی جائزہ (حصہ اول)	تالیف حافظ عبیداللہ
⑲ اعوذ و کے گرکلوں نکلوں (مترجمہ)	تالیف محمد فہد حارث
⑳ [illegible]	تالیف شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ
㉑ اسلامی خلافت و ملوکیت تاریخ اسلام کے تحت چند غلط فہمیوں کا ازالہ	تخریج و تدوین محمد فہد حارث
㉒ مصدر جملی مسالک	تالیف مختار خواجہ
㉓ حجاج بن یوسف تاریخ و حقائق	تالیف ڈاکٹر محمود زیادہ

حارث پبلی کیشنز

Email: haris publications@gmail com